يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ ترمذی لَا جَمَاعَةَ اِلَّا بِاِمَارَةٍ دارمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ تنظیم اہلِ حدیث لاہور

جماعت اہل حدیث کا خصوصی ترجمان

بانی: مجتہد العصر محقق دوراں جھبرۃ العلام محدث حافظ محمد عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ

بیانیا: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ

حافظ محمد جاوید روپڑی رحمہ اللہ

نگران اعلیٰ: صاحبزادہ عارف سلمان روپڑی

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی

جلد 59 | شمارہ 17 | جمعۃ المبارک 20 تا 26 فروری 2015ء | فون 042-37656730 | فیکس 042-37659847

چور کی سزا

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللهِ وَاللهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ. ''اور چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے ہاتھ کاٹ دیا کرو، یہ بدلہ ہے اس کا جو انھوں نے کیا اور عذاب ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ سب پر غالب وحکمت والا ہے۔'' (المائدہ:38)

چوری کرنا انتہائی برا فعل ہے اس سے بچنا ازضروری ہے لیکن آج موجودہ معاشرے میں بعض لوگ دوسروں کی معمولی قسم کی چیز کو بلا اجازت اپنے قبضے میں (چرا) لیتے ہیں اور اسے چوری تصور ہی نہیں کرتے جبکہ نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: لَعَنَ اللهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ. ''چور پر اللہ کی لعنت ہو جو ایک انڈے کی چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے اور ایک رسی کی چوری کرتا ہے تو اپنا (دوسرا) ہاتھ بھی کٹوا بیٹھتا ہے۔''
(صحیح بخاری:6783)

مذکورہ بالا آیت کریمہ اور حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ چور کی سزا یہی ہے کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ اگر حکومت شریعت کے صرف اسی ایک اصول کو ہی نافذ کردے تو یقیناً وطن عزیز سے کافی حد تک جرائم کا خاتمہ ہوسکتا ہے۔

www.jaamia.com weekly.tanzeem@gmail.com

درس حدیث

حافظ عبدالوحید روپڑی (سرپرست جماعت اہلحدیث)

حصولِ امن کے سنہری اصول بزبانِ رسول مقبول

عَنْ أَبِيْ مُوْسىٰ الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ صَلَّى الضُّحٰى أَرْبَعًا وَ قَبْلَ الْأُوْلٰى أَرْبَعًا بُنِيَ لَهٗ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ. ''سیدنا ابوموسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے چاشت کی چار رکعتیں اور پہلی نماز یعنی نماز ظہر سے پہلے چار رکعتیں باقاعدگی سے ادا کیں اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جاتا ہے۔'' (السلسلة الاحادیث الصحیحة رقم الحدیث: 2349)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے ہی پیدا کیا ہے اور عبادت الٰہی ہی انسانی تخلیق کا بنیادی مقصود تھا اسی لیے شریعت مطہرہ نے انسان کو مختلف اوقات میں اپنے خالق و مالک کے سامنے جھکنے کا حکم دیا ہے۔ چونکہ عبادات میں بنیادی حیثیت نماز کی ہے، اسی لیے ہر ایک کلمہ گو کو حکم دیا گیا ہے کہ کم از کم روزانہ دو پانچ مرتبہ اپنے رب کے سامنے عجز و انکساری کے ساتھ پیش ہو کر اپنے مطیع و فرمانبردار بندہ ہونے کا ثبوت مہیا کرے، اسی غرض کے لیے پیدل چل کر جانے والوں کے لیے ہر قدم کے بدلے نیکیوں کی نوید سنائی گئی ہے اور کبھی فرائض کے علاوہ نوافل کے ذریعے قرب الٰہی کے حصول کی تلقین کی گئی ہے۔

نماز بندے کو اپنے مالک (اللہ) کے قریب کر دیتی ہے اور اس حالت میں انسان اپنے مالک سے براہ راست مناجات کرتا ہے، نوافل میں سے چاشت کی نماز کی رسول اللہ ﷺ نے اہمیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس کی ادائیگی، انسانی وجود کے ہر عضو کا صدقہ تصور کی جائے گی۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام اس نماز کو پابندی کے ساتھ ادا کیا کرتے تھے بلکہ آپ اپنے صحابہ کرام کو یہ نماز پڑھنے کی تلقین کیا کرتے تھے جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ بیان کرتے ہیں: أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ: صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكْعَتَيِ الضُّحَى، وَأَنْ أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ. ''میرے خلیل (رسول اللہ ﷺ) نے مجھے تین وصیتیں فرمائی تھیں کہ ہر ماہ تین دن (تیرہ، چودہ، پندرہ) کے روزے رکھا کروں، نماز چاشت کی دو رکعتیں ادا کیا کروں اور سونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کروں۔'' (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الصوم باب صیام ایام البیض ج 9 ص 116 رقم الحدیث: 1981)

سیدنا ابوذر سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کے جوڑوں پر صدقہ کرنا لازم ہوتا ہے، پس ہر تسبیح صدقہ ہے، ہر تحمید صدقہ ہے، ہر تحلیل صدقہ ہے، ہر تکبیر صدقہ ہے، اچھی بات کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا صدقہ ہے ان تمام صدقوں سے نماز چاشت کی دو رکعتیں کفایت کر جاتی ہیں۔ (مسلم کتاب صلاة المسافرین وقصرها باب استحباب صلاة الضحى ج 3 جزء 4 ص 191 رقم الحدیث: 720)

(بقیہ ص 19)

جماعت اہل حدیث کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور

مدیر انتظامی
حافظ عبدالوہاب روپڑی
فاضل اُم القری مکہ مکرمہ

ادار یہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

ہم کدھر جا رہے ہیں؟

وطن عزیز میں جب سے ہم نے اغیار کی جنگ کو جاتے تیر کو اپنی بغل میں لینے کی طرح اپنی جنگ بنایا تھا اس وقت سے تخریب کاری، دہشت گردی جاری تھی۔ ملک دشمن عناصر نے کبھی بازاروں، کبھی پولیس چوکیوں، کبھی پولیس لائن، کبھی مساجد، کبھی امام بارگاہوں پر حملے کیے۔ دہشت گرد کا کوئی مذہب نہیں ہوتا اس کا مقصد محض ملک میں افراتفری، ذہنی خلفشار، عدم تحفظ کا احساس پیدا کرنا، امن و امان کے فقدان کی بنا پر حکومت اور عوام میں دوریاں پیدا کرنا، عوام میں بزدلی پیدا کرنا اور ریاست کو غیر مستحکم کرنا ہوتا ہے۔ پاکستان اسلام کے نام پر ہم نے حاصل تو کر لیا لیکن ہماری بدقسمتی کہ اسلام نہ ہماری پارلیمنٹ میں، نہ عدلیہ، نہ انتظامیہ، نہ قانون کی کتابوں میں حتیٰ کہ ہماری اجتماعی زندگی میں کہیں بھی اسلام کو ہم نے جگہ نہیں دی رفتہ رفتہ ہماری گھریلو اور انفرادی زندگی بھی اسلام سے تہی دست ہوتی گئی۔ ہم نے مسلمان کی بجائے ذات، برادری، علاقائی اور لسانی تعصبات کو اپنی معاشرتی زندگی کا مرکز و محور بنا لیا۔ افراتفری اور نفسا نفسی کی اس کیفیت سے تنگ نظر اور متعصب علماء نے بھی بھرپور کردار ادا کیا اور مذہبی مسالک کو نفرتوں، دوریوں اور دشمنیوں کی حد تک پہنچا دیا۔ صدیوں سے اپنے اپنے مسلک میں رہتے ہوئے باہم میل جول، پیار و محبت، برداشت اور رواداری کے جذبوں کو کمزور کرنا شروع کر دیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ایک دوسرے کی عبادت گاہوں پر حملے شروع کر دیے۔ تسلیم کہ یہ سب کچھ اسلام دشمن اور وطن دشمن عناصر کی کاروائی ہے لیکن اس میں اپنے بھی تو آلہ کار بنتے ہیں۔ یوں وقتاً فوقتاً دہشت گردی کے یہ واقعات ظہور پذیر ہوتے رہتے تھے لیکن آرمی پبلک سکول پشاور میں ہونے والی دہشت گردی نے پوری پاکستانی قوم کو لرزہ براندام کر دیا۔

وزیر اعظم نے فوراً تمام سیاسی جماعتوں کا اجلاس طلب کیا اور تمام سیاسی قائدین نے اپنے

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر: حافظ عبدالجبار مدنی
معاون مدیر: مولانا شاہد محمود جانباز
مینجر: حافظ عبداللہ بن حاذب [illegible]
Abdulzahir143@yahoo.com
کمپوزنگ: وقار عظیم بھٹی 0300-4184081

فہرست

درس حدیث 1
اداریہ 2
الاستفتاء 5
تفسیر سورۃ الاعراف 7
دفاع صحابہؓ 9
صرف اللہ ذوالجلال کو ہی پکارا جائے 12

زرتعاون

فی پرچہ 10 روپے
سالانہ 500 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اپنے اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے متحد ہو کر دہشت گردی کے خلاف متحد ہونے کا اعلان کیا۔ ادھر پوری قوم اس ناسور کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر اپنی حکومت کی پشت پر کھڑی ہوگئی۔ یہ امر بلاشبہ خوش آئند ہے کہ اب وطن عزیز سے دہشت گردی کی اس لعنت کو ختم کرنے کے لیے سول حکومت اور ملٹری دینی اور سیاسی جماعتیں وکلاء اور تاجر برادری غرضیکہ ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والی ہر تنظیم متفق ہے۔ حکومت اس سلسلے میں اقدامات کر رہی ہے۔ قانون کی عملداری کے لیے وزیر اعظم اور پارلیمنٹ پُرعزم ہیں۔ قانون شکنی کرنے والوں کے گرد گھیرا تنگ کرنے کی نوید جانفزاء سے قوم کی یاسیت زدہ عروقِ مردہ کو بہارِ جانفزاء کی اُمید ہو چکی ہے۔ جرائم کی بیخ کنی کے لیے سخت آرڈی نینس نافذ کیے جا رہے ہیں۔ وزیر اعظم بازاروں کے بھاؤ چیک کرنے کے لیے سبزی منڈی میں آلو پیاز کے بھاؤ بھی معلوم کر آئے ہیں۔ جناب وزیر اعظم صاحب جب آپ سبزی کی دکان پر جا کر T.V کیمروں کے سامنے کھڑے ہو کر دوکاندار سے ریٹ معلوم کریں گے تو دوکاندار ہر چیز کے نصف ریٹ بتادے گا۔ کسی سفید پوش شہری کو رقم دے کر بازار بھیجتے تو آپ کو آٹے، دال کا صحیح بھاؤ معلوم ہو جاتا۔

آیئے ایک پاکستانی شہری کی حیثیت سے آپ کو پاکستان کی سیر کراؤں۔ پورے ملک کی غلہ منڈیوں میں چلے جائیں ملاوٹ کے بغیر کوئی چیز مل ہی نہیں سکتی کہاں ہیں تمھارے کوالٹی کنٹرول کرنے والے؟ کئی کئی دن کی باسی، گلی سڑی سبزیاں دوکانوں پر کیوں ہیں؟ ملک میں نوے فیصد سے زیادہ قصاب گوشت کو پریشر کے ذریعے پانی لگا کر بیچ رہے ہیں۔ گھر لانے پر کلو گوشت سے ایک پاؤ نکلتا ہے۔ لاہور میں میں ایک ہزار کلو سے زیادہ گدھے کا گوشت پکڑا گیا، اس سے پہلے قبروں سے مردے نکال کر کھانے والے پکڑے گئے۔ بتایئے انھیں کیا سزا ملی؟ مہینے میں ایک دوبار ضرور قصابوں کے مردہ جانور کتے اور گدھے کا گوشت بیچنے کی خبریں لگتی ہیں۔ بتایئے آج تک کسی کو سزا ہوئی؟ پاکستان میں کسی محکمے کا کوئی ایک دفتر ایسا نہیں ہے جہاں رشوت کے بغیر کوئی کام ہوتا ہو، کتنے لوگوں کو پکڑا جاتا ہے یا سزا ہوئی ہے؟

محکمہ تعلیم میں جتنے بھی افسران لگائے جاتے ہیں وہ سینئر اُستاد ہوتے ہیں جن کو فخر ہے کہ وہ انبیاء کا پیشہ اپنائے ہوئے ہیں۔ وہ قوم کے نونہالوں کی نہ صرف تعلیم بلکہ تربیت کے بھی ذمہ دار ہیں۔ وزیر اعلیٰ یا وزیر اعظم پاکستان کسی عام شہری کو ایک پرائیویٹ سکول کھلوا دیں۔ اس کی عمارت، سٹاف حتیٰ کہ تمام قانونی تقاضے پورے کرلیں اور پھر اس سکول کے مالک سے کہیں کہ رشوت دیے بغیر سکول کی رجسٹریشن کرا کے دکھائیں؟

ساٹھ سال کی عمر میں ریٹائر ہونے کے بعد ایک سرکاری ملازم کی صحت اتنی اجازت نہیں دیتی کہ وہ تمام دفاتر کے بار بار چکر لگائے۔ کسی ایک سرکاری ملازم سے پوچھیے کہ ہر دفتر میں رشوت دیے بغیر اس کی پنشن منظور ہو سکتی ہے اور پھر اکاؤنٹس آفس جو کرپشن کا گڑھ مشہور ہوتے ہیں وہاں پنشن بک بنانے کے کیا ریٹ مقرر ہیں؟ کسی عام پاکستانی میں تو اتنی سکت بھی نہیں ہے کہ اگر بجلی کا بل زیادہ آجائے تو وہ اسے درست بھی کرا سکے۔

عدالتی نظام اس قدر سست روی کا شکار ہے کہ دادا اگر کوئی دیوانی دعویٰ دائر کرتا ہے تو پوتا ہی اس کا فیصلہ سن لے گا۔ کسی کی جائیداد پر قبضہ کرلو کسی کا مکان کرائے پر لے کر جعلی کاغذات بیع تیار کر کے دعویٰ دائر کر دو اور حکم امتناعی حاصل کرلو۔ مالک جب بے چارہ تھک جائے گا تو خود ہی منت سماجت کر کے کہے گا کہ میری جائیداد کوڑیوں کے بھاؤ خرید لو۔ اس سلسلے میں بیرونِ وطن مقیم پاکستانی جنھوں نے وطن عزیز میں جائیداد بنائی ہے وہ زیادہ مظلوم ہیں۔ پورے ملک میں کہیں بھی کسی جائیداد کی منتقلی بغیر رشوت ناممکن ہے۔ عام پاکستانی کو شب و روز مختلف دفاتر سے واسطہ پڑتا رہتا ہے

یقین مانیے جب ایک شریف، محب وطن پاکستانی کسی بھی دفتر سے باہر نکلتا ہے تو اس کا خون کھول رہا ہوتا ہے جس کی زبان سے کبھی ناشائستہ لفظ نہیں نکلا ہوتا نہ جانے کس کس کو مغلظات سے نواز رہا ہوتا ہے۔آپ کوئی چھوٹا سا کاروبار شروع کریں بے شمار محکمے جن کا آپ نے کبھی نام بھی نہیں سنا ہوگا اس طرح آپ کو گھیر لیں گے جیسے کسی شریف آدمی کو کتے گھیر لیتے ہیں۔ان حالات میں پاکستان میں سرمایہ کاری کرنے باہر سے کون آئے گا جبکہ یہاں تو مقامی لوگ بھی کوئی کاروبار شروع نہیں کر سکتے۔ ان حالات میں اگر ملکی سرمایہ کار دوسرے ملک میں نہیں جائے گا تو کیا کرے گا؟ پاکستان کا ہر شہری اگر اپنی زندگی میں دفاتر میں بیٹھے ہوئے انسان نما درندوں سے اس قدر ذلیل وخوار ہو چکا ہے کہ اگر وہ اپنی داستان خونچکاں لکھے تو پوری کتاب بن جائے

ایک مجلس میں ہائیکورٹ کے ایک جج صاحب تشریف فرما تھے، دوران گفتگو فرمانے لگے کہ ان کے ایک دوست جج ہائیکورٹ نے لاہور میں اپنا مکان بنوایا ہے جو خالی پڑا ہوا ہے۔ان سے کہا گیا کہ ریٹائرمنٹ تک اس کو کرایہ پر دے دو تو انھوں نے فرمایا کہ پھر کرایہ دار سے خالی کون کرائے گا؟ جس ملک میں ہائیکورٹ کا ایک جج اپنا مکان کسی کو کرائے پر نہیں دے سکتا کہ پھر کرایہ دار سے خالی کرانا ممکن نہیں ہوگا وہاں عام آدمی کا کیا حال ہوگا؟

آرمی اور سول حکمرانوں سے دردمندانہ گزارش ہے کہ آپ ضرب عضب آپریشن ضرور کریں پوری قوم کی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔حکومت انسداد دہشت گردی کے لیے آرڈیننس ضرور نافذ کرے اور آخری دہشت گرد کے خاتمے تک ان کا پیچھا کریں لیکن پورے ملک کے ملاوٹ مافیا، قبضہ مافیا، چوروں، ڈکیتوں، رہزنوں کے گینگ پالنے والے نام نہاد معززین، برائی کے اڈے، منشیات فروش مجرموں کی سرکوبی بھی اسی جذبے سے کریں کیونکہ وہ دہشت گرد ہیں جنھوں نے پورے ملک کو ذہنی خلفشار میں مبتلا کیا ہوا ہے۔

رشوت کا ناسور اس قدر دفتروں میں سرایت کر چکا ہے کہ انسداد رشوت ستانی کا عملا بھی اس بہتی گنگا میں خوب ہاتھ دھو رہا ہے۔ ضمیر جعفری نے تو نظم میں کہا تھا کہ مجھے نظم پر تو عبور نہیں نثر میں ان کا مطلب یہ تھا کہ رشوت لے کر پھنس گیا ہے رشوت دے کر چھوٹ جا۔ سیکرٹریٹ میں بیٹھے ہوئے ملک کے اصلی حکمرانوں کا تذکرہ کر کے بے چارے پانچ سالہ عارضی حکمرانوں کا ذائقہ کیوں خراب کیا جائے۔؟

قصور کے رہنے والے میرے ایک دوست ڈاکٹر جوانی میں ہی امریکہ چلے گئے تھے وہ امراض قلب کے انتہائی ماہر ڈاکٹر ہیں۔ میاں نواز شریف کے پہلے دور میں وہ امریکہ سے قصور آئے ہوئے تھے۔میاں نواز شریف کے ان کے عزیزوں سے اچھے دوستانہ مراسم تھے اتفاقاً میاں صاحب بھی ان کے گھر تشریف فرما تھے۔ڈاکٹر صاحب سے ملاقات ہوئی تو میاں صاحب نے فرمایا کہ آپ جیسے قابل ڈاکٹر کو اپنے ہم وطنوں کی خدمت کرنی چاہیے، آپ پاکستان میں آجائیں۔وہ الحمدللہ مالی طور پر اتنے مستحکم ہیں کہ ڈالروں کی برسات چھوڑ کر خالصتاً ہم وطنوں کی خدمت کے جذبے سے واپس آنے پر آمادہ ہو گئے میاں صاحب نے فرمایا کہ سیکرٹری صحت پنجاب کو میرے حوالے سے مل لینا، وہ ڈاکٹر صاحب تین دن تک سیکرٹری کی ملاقات کے لیے جاتے رہے لیکن پورا پورا دفتری ٹائم ان کو ایک ہی جواب ملتا رہا کہ صاحب میٹنگ میں ہیں ملاقات نہیں ہوسکتی، تیسرے دن وہ سیکرٹری کو برا بھلا کہتے ہوئے واپس امریکہ چلے گئے۔میاں صاحب ان دہشت گردوں کے گرد شکنجہ کسنے کی ضرورت ہے تاکہ قوم ذہنی سکون محسوس کرے ورنہ قیامت کے دن ان تمام کے جرائم ان کو تو لے کر ڈوبیں گے ہی آپ بھی بری الذمہ نہیں ہوسکیں گے۔

الاستفتاء

حافظ عبدالوہاب روپڑی

مرض سیزوفرینیہ میں مبتلا شخص اور اس کے مواخذہ کا شرعی حکم

سوال: میرا ایک عزیز مسمیٰ محمد ادریس بن محمد منشا، ساکن جمال پورڈاکخانہ موڑکھنڈا ضلع ننکانہ تقریباً عرصہ 10 سال سے سیزوفیرینیہ کی مرض میں مبتلا ہے۔ ڈاکٹروں کی تشخیص کے مطابق اس بیماری میں مبتلا شخص بظاہر صحت مند معلوم ہوتا ہے اور وہ اچھا لباس پہنتا، رشتوں کی پہچان کرتا اور لوگوں کے ساتھ میل جول بھی رکھتا ہے لیکن ایسا آدمی حقیقت میں ذہنی مریض یعنی پاگل ہوتا ہے اس سے کسی بھی الٹے اور غیر اخلاقی کام کا سرزد ہونا ممکن ہوتا ہے کیونکہ ایسے آدمی کے سوچ وبچار کرنے والے خلیات متاثر ہوتے ہیں۔ اگر ایسا آدمی زبان سے یہ کہہ دے کہ مجھ پر اللہ کی طرف سے الہام ہوتا ہے اور میں نے خلافت قائم کرنی اور جہاد کرنا ہے تو کیا شرعاً یہ قابل مواخذہ ہوگا یا نہیں؟ سوال کے ساتھ اس کی بیماری کے تمام کاغذات لف ہیں اور اس کا علاج نیوروسرجن ڈاکٹر ہارون رشید کرتے رہے ہیں، ان کی وفات کے بعد پروفیسر ڈاکٹر فیاض احمد اس مریض کا علاج کر رہے ہیں۔ ہمیں کتاب و سنت کی روشنی میں جواب دے کر ممنون فرمائیں کہ کیا ایسے آدمی پر مذکورہ الفاظ بولنے کی وجہ سے شرعاً مواخذہ ہے یا نہیں؟

سائل: نفیس احمد، منڈی فیض آباد

الجواب بعون الوہاب بشرط صحت سوال: حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّغِيرِ حَتَّى يَكْبُرَ وَعَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يَعْقِلَ أَوْ يُفِيقَ ''تین آدمیوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے (۱) سونے والے سے بیدار ہونے سے پہلے (۲) بچے سے بالغ ہونے سے پہلے (۳) پاگل سے صحت مند ہونے سے پہلے۔'' (ابن ماجہ کتاب الطلاق باب الطلاق المعتوہ والصغیر والنائم ص 352 رقم الحدیث: 2041 صحیح)

دوسری روایت میں ہے: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَرَادَ أَنْ يَرْجُمَ مَجْنُونَةً فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ مَا لَكَ ذٰلِكَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الطِّفْلِ حَتَّى يَحْتَلِمَ وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتَّى يَبْرَأَ أَوْ يَعْقِلَ فَأَدْرَأَ عَنْهَا عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. سیدنا عمر بن خطاب ؓ کے پاس ایک شادی شدہ پاگل عورت زنا کے جرم میں لائی گئی تو عمر فاروق ؓ نے اسے رجم کرنے کا حکم صادر فرمادیا، جب سیدنا علی المرتضیٰ ؓ کو پتہ چلا تو انھوں نے فرمایا: اے عمرؓ! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تین آدمیوں سے قلم اٹھالی گئی ہے۔ (اگر ان سے جرم واقع ہوجائے تو ان پر کوئی مواخذہ نہیں) (۱) حالت نیند میں بیدار ہونے سے پہلے (۲) بچے سے بالغ ہونے سے پہلے (۳) پاگل سے صحت مند ہونے سے پہلے پھر سیدنا عمر فاروق ؓ حد لگانے سے رُک گئے۔ (الموسوعة الحديثة مسند امام احمد ج 2 ص 373 رقم الحدیث: 1183)

سیدنا ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ حَتَّى رَدَّدَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَبِكَ جُنُونٌ قَالَ: لَا قَالَ: فَهَلْ أَحْصَنْتَ قَالَ: نَعَمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ. ''ایک آدمی مسجد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے تو آپ ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا حتیٰ کہ اس نے چار مرتبہ یہ الفاظ

دہرائے ،آپ ﷺ نے اس سے سوال کیا کہ تو پاگل تو نہیں؟ اس نے کہا کہ نہیں ،پھر آپ ﷺ نے اس سے سوال کیا کہ تو شادی شدہ ہے؟ اس نے اپنے شادی شدہ ہونے کی تصدیق کی تو آپ ﷺ نے اس کے رجم کا حکم دیا'' (بخاری شرح الکرمانی کتاب الحدود باب لا یرجم المجنون والمجنونہ ج23 ص164 رقم الحدیث: 6815)

قرآن مجید میں ہے: لَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا

''اللہ تعالیٰ کسی انسان کو ایسے کام کا حکم نہیں دیتے جس کے کرنے کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو۔'' (البقرہ) پاگل اور مجنون آدمی عقل کی نعمت سے محروم ہوتا ہے، اس کا مواخذہ اس پر ظلم ہوگا جو کہ قرآن مجید کے صریح حکم کی مخالفت ہے۔ احناف کے نزدیک بھی اگر پاگل اور مجنون آدمی سے کوئی جرم سرزد ہو جائے تو وہ شرعاً قابل مواخذہ نہیں ہوتا جیسا کہ ان کے بہت بڑے عالم مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی سنی حنفی قادری برکاتی فرماتے ہیں کہ مسلمان عاقل، بالغ، ناطق غیر مضطر بلا اکراہ شرعی خمر کا ایک قطرہ بھی پیے تو اس پر حد قائم کی جائے گی جبکہ اسے اس کا حرام ہونا معلوم ہو، کافر یا مجنون یا نابالغ یا گونگے نے شراب پی لی تو اس پر حد نہیں۔

(بہار شریعت ج1 حصہ نہم ص228)

اہل تشیع کے نزدیک بھی مجنون آدمی قابل مواخذہ نہیں جیسا کہ ان کے بہت بڑے مجتہد ابوجعفر محمد بن یعقوب الکلینی لکھتے ہیں: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي امْرَأَةٍ مَجْنُونَةٍ زَنَتْ قَالَ إِنَّهَا لَا تَمْلِكُ أَمْرَهَا وَلَيْسَ عَلَيْهَا شَيْئٌ حضرت علیؓ نے پاگل زانیہ عورت کے متعلق فرمایا کہ اس کے اختیار میں کوئی چیز نہیں اس لیے اس پر کوئی حد نہیں۔ (الکافی کتاب الحدود باب مجنون والمجنونہ بزنیان جزء 7 ص1073 رقم الحدیث: 13661 وسائل الشیعہ الی تحصیل مسائل الشریعہ کتاب الحدود باب حکم الزانی حال الجنون ج28 ص118 رقم الحدیث: 34363)

اسی طرح اہل تشیع کے نامور فقیہ محدث الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے پاس چھ زانی آدمی لائے گئے ان میں سے ایک مجنون تھا، سیدنا عمر فاروقؓ نے مجنون پر بھی حد لگانے کا ارادہ کیا تو سیدنا علیؓ نے فرمایا: فَمَجْنُونٌ مَغْلُوبٌ عَلَى عَقْلِهِ سَقَطَ عَنْهُ التَّكْلِيفُ '' پاگل آدمی کو اس کے پاگل پن کی وجہ سے سزا نہیں دی جائے گی۔'' (وسائل الشیعہ الی تحصیل مسائل الشریعہ کتاب الحدود ابواب حد الزنا واقسام حدود الزنا ج28 ص66 رقم الحدیث: 34224)

صورت مسئولہ میں مسمیٰ محمد ادریس تقریباً عرصہ 10 سال سے مرض سیزوفیرینیہ میں مبتلا ہے اور ڈاکٹروں کی تشخیص کے مطابق ایسا مریض مجنون اور پاگل ہوتا ہے لہٰذا مجنون اور پاگل پر شریعت مواخذہ نہیں کرتی جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سزا دینے سے پہلے مجرم کے پاگل اور ذہنی مریض نہ ہونے کی مکمل تصدیق فرمائی جب یہ بات واضح ہوگئی کہ وہ پاگل نہیں تو پھر آپ نے اس پر حد لگانے کا حکم صادر فرمایا تھا اسی طرح سیدنا عمر فاروقؓ کو جب علم ہوا کہ یہ زنا کرنے والی عورت پاگل ہے تو آپؓ نے اسے قابل مواخذہ نہ سمجھتے ہوئے اپنے حکم کو واپس لیا اور اسے آزاد فرما دیا لہٰذا قرآن وحدیث کے مطابق پاگل اور مجنون شخص قابل مواخذہ نہیں ہوتا، اسی طرح احناف اور اہل تشیع کے جید علماء اور مجتہد بھی مجنون کا مواخذہ نہ کرنے پر متفق ہیں جس طرح مذکورہ بالا حوالہ جات سے واضح کیا جا چکا ہے۔ فقط

نوٹ: مذکورہ سوال میں صرف شرعی نقطہ نظر کو واضح کیا گیا ہے اور مجیب کسی قانونی سقم کا پابند نہیں ہوگا۔

دعائے مغفرت

گذشتہ دنوں چوہدری محمد داؤد چک نمبر 31 سریسر پتوکی کی اہلیہ اور ماسٹر محمد اقبال کی والدہ ماجدہ قضائے الٰہی سے انتقال کر گئی ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، علم دوست اور شب بیدار خاتون تھیں مرحومہ کا حافظ عبدالقادر روپڑیؒ سے قلبی لگاؤ تھا اور وہ انھیں ہمیشہ اپنی بیٹی ہی سمجھتے رہے۔ مرحومہ کی نماز جنازہ مفسر قرآن حافظ عبدالوہاب روپڑی حفظہ اللہ نے نہایت رقت آمیز انداز میں پڑھائی نماز جنازہ میں اہل اسلام کثیر تعداد میں شرکت کی۔ ادارہ چوہدری محمد داؤد اور ان کے اہل وعیال کے غم میں برابر کا شریک ہے اور قارئین سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ مرحومہ کی بخشش اور درجات بلندی کے لیے بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائیں۔ (ادارہ)

تفسیر سورۃ الاعراف

حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ) (قسط نمبر 51)

سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَإِنْ يَرَوْا كُلَّ آيَةٍ لَا يُؤْمِنُوا بِهَا وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ. وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ''عنقریب میں اپنی آیات ان لوگوں (کی نظروں) سے پھیر دوں گا جو بلاوجہ زمین میں اکڑتے ہیں وہ خواہ کوئی بھی نشانی دیکھ لیں اس پر ایمان نہیں لائیں گے اور وہ ہدایت کا راستہ دیکھ بھی لیں تو اسے اختیار نہیں کرتے اور اگر گمراہی کا راستہ دیکھ لیں تو اسے فوراً اختیار کرتے ہیں ان کی یہ حالت اس لیے ہے کہ انھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور وہ ان سے بے پروائی کرتے ہیں (146) اور جنھوں نے ہماری آیات اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا ان کے اعمال ضائع ہو گئے اور انھیں ان کے کیے ہوئے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔'' (147)

مشکل الفاظ کے معانی

سَأَصْرِفُ	عنقریب پھیر دوں گا
سَبِيلَ الرُّشْدِ	ہدایت کا راستہ
سَبِيلَ الْغَيِّ	گمراہی کا راستہ
حَبِطَتْ	ضائع ہو گئے

ماقبل سے مناسبت

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اپنے بعض انعامات اور نزول تورات کی کیفیت کو بیان کیا تھا اور ان آیات میں قریش کے ایمان نہ لانے کے سبب (تکبر) کو بیان کیا ہے کیونکہ تکبر انسان کو غور و خوض سے غافل کر دیتا ہے۔

التوضیح

سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَإِنْ يَرَوْا كُلَّ آيَةٍ لَا يُؤْمِنُوا بِهَا وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا.

نعمت الٰہیہ میں سے ہدایت اور ایمان بھی ایک عظیم نعمت ہے اور اس نعمت سے ان لوگوں کو نوازا جاتا ہے جن کے دل تکبر سے خالی ہوں کیونکہ متکبر انسان انعامات الٰہی پر غور و خوض کرنے سے قاصر ہوتا ہے جس طرح فرعون اور اس کی قوم کو موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے سے اور قریش مکہ کو رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے سے تکبر نے ہی روکا تھا، متکبر انسان کے لیے صراط مستقیم اور نجات کا راستہ ظاہر بھی ہو جائے تو وہ اسے اختیار کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی نشانیوں پر غور و خوض کرتا ہے اس کے برعکس اگر ہلاکت کا راستہ اس پر ظاہر ہو جائے تو وہ اسے فوراً قبول کر لیتا ہے۔

علامات متکبرین

متکبر لوگوں کی علامات میں سے چند ایک علامات یہ ہیں

(1) متکبر انسان معجزات اور راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے باوجود بھی اس پر چلنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔

(2) متکبر لوگ ہدایت کے راستے سے دور رہنے کی کوشش کرتے ہیں اگر

انھیں گمراہی کا راستہ نظر آ جائے تو فوراً اس پر چلنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کا نفس امارہ اس راستے کو ان کے لیے مزین کر دیتا ہے۔

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ

اُن کے اس طرزِ عمل کا سبب اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلانا اور ان کی غفلت بتلایا گیا ہے۔

وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

مزید تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیت کو جھٹلایا ان کی خواہشات اور شہوات نے انھیں نفس امارہ کی اتباع میں منہمک کر دیا اور وہ صراط مستقیم کو واضح طور پر دیکھنے کے باوجود بھی صراط مستقیم کو قبول کرنے سے رُک گئے اور اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلاتے رہے۔ اسی بناء پر ان کے تمام اعمال کو ضائع کر دیا گیا اور ان کو ان کے اعمال کے مطابق ہی آخرت میں جزا دی جائے گی ،یعنی اگر انھوں نے دنیا میں کوئی اچھا کام کیا بھی ہے تو وہ ایمان نہ لانے کی صورت میں اس کے اجر سے محروم رہیں گے کیونکہ اعمال کی قبولیت کے لیے شرط اول اللہ اور اس کے رسول پر کما حقہ ایمان لانا ہے۔

اخذ شدہ مسائل

(1) لوگوں کو ہلاک کرنے اور حق سے روکنے والی چیزوں میں سب سے خطرناک تکبر ہے اسی وجہ سے فرعون اور اس کی قوم ،ابوجہل اور ابولہب وغیرہ نے حق کو قبول نہیں کیا (2) اللہ تعالیٰ کی آیت کو جھٹلانا اور ان سے غفلت ہر گمراہی ،ظلم وفساد اور شر کا سبب ہے (3) انسان کا ہر وہ عمل جس میں ایمان اور اتباع رسول نہیں ہوگی وہ قابل قبول نہیں ہوگا۔

بقیہ: عصر رواں کے فرعون

امیر المومنین ؓ نے پوچھا: عمرو کا بیٹا کہاں ہے؟ اسے پیش کیا گیا تو فرمایا: اچھا آپ ہیں سردار کے بیٹے، پھر مصری نوجوان سے کہا: یہ کوڑا پکڑو اور اس کی پیٹھ پر پورے زور سے مارو، اسے پتہ چل جائے کہ سرداروں کے بیٹوں کی بے اعتدالیوں پر ان کا حشر کیا ہوتا ہے۔ اس نوجوان نے جی بھر کر اپنا بدلہ لیا، یہاں تک کہ صاحبزادے کی کمر سے خون کے فوارے پھوٹ نکلے۔ آخر کار نوجوان نے کہا: بس، امیر المومنین ؓ بس! میرا دل ٹھنڈا ہو گیا ہے، آپ ؓ نے تاریخ میں عدل وانصاف کا ایک سنہری باب رقم کر دیا۔ (حکمران صحابہ ؓ، صفحہ: 135 تا 136)

جب تک شریعت الٰہی کا نفاذ نہیں ہوگا تب تک غیروں کے ہاتھوں سے رسوائی، بدامنی، خانہ جنگی، غربت اور دہشتگردی ہمارا مقدر بنی رہے گی۔

ظلم و بربریت کی داستاں فرعون تھا غرق ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فرعون نے کہا کہ ہم ابھی ان لوگوں کے بیٹوں کو قتل کرنا شروع کر دیں گے اور عورتوں کو زندہ رہنے دیں گے اور ہم کو ان پر ہر طرح کا زور ہے۔ (الاعراف:127)

فرعون دہشت کی نظیر تھا، نشان عبرت بن گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اور جب ہم نے تمھارے لیے دریا چیر دیا اور تمھیں اس سے پار کر دیا اور فرعونیوں کو تمھاری نظروں کے سامنے اس میں ڈبو دیا۔ (البقرہ:50)

جو اللہ پاک کے احکامات کو چھوڑ کر اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''کیا آپ نے اسے بھی دیکھا؟ جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔''

(الجاثیۃ:23)

ربوبیت کا دعویٰ کرنے والا آج کس طرح عجائب گھر میں بے یارو مددگار پڑا ہے، اسے دیکھ کر عصر رواں کے فرعونوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔

ملک افراتفری کا شکار کیسے نہ ہو، ہر طرف ظلم وزیادتی اور پارٹی بازی کا ماحول گرم ہے، ہندوؤں سے الگ ہونے کا مقصد نفاذ اسلام تھا لیکن اب شرعی قوانین کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ ہم امن وامان سے اس وقت جی سکیں گے جب اپنی خواہشات کی اتباع کو ترک کر کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں گے جو کسی پر ظلم کرتے ہیں وہ دنیا میں بھی ذلیل وخوار ہو جاتے ہیں اور آخرت میں بھی انھیں دردناک عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔

دفاعِ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم

محمد احسان الحق شاہ ہاشمی — قسط نمبر 2

جب لوگوں نے سیدہ مریم پر بدکاری کا الزام لگایا تو اللہ نے ان کے نومولود بچے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو بولنے کی قدرت عطا فرمائی اور انھوں نے اپنی ماں کی پاکدامنی کا ڈنکا بجادیا لیکن قربان جایئے نبی مکرم ﷺ پر کہ جب لوگوں نے آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہؓ کے بارے میں زبان درازی کی تو اللہ نے قرآن مجید میں 18 آیات نازل فرما کر نہ صرف بذاتِ خود صفائی دے کر ان کی شان دو بالا کر دی بلکہ طوفان بدتمیزی کھڑا کرنے والوں پر دنیا و آخرت میں لعنت بھیجتے ہوئے فرمایا: إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔ بیشک جو لوگ پاکیزہ، معصوم مومن عورتوں پر الزام تراشی کرتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں لعنت اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (النور:23)

مذکورہ سطور میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے صحابہ کرامؓ کے بحیثیت مجموعی دفاع کا ذکر ہے۔ بعض اصحاب رسول ﷺ کا اللہ تعالیٰ نے انفرادی طور پر بھی دفاع فرمایا ہے جیسا کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ مدینہ کی گلی میں جا رہے تھے کہ ادھر سے ایک یہودی آنکلا، نبی کے یار غار کے قریب سے گزرا تو اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے کہا: ان اللہ فقیر و نحن اغنیاء (اللہ منگتا ہے اور ہم غنی ہیں) یہ سن کر سیدنا صدیق اکبرؓ سے برداشت نہ ہو سکا، انھوں نے اس یہودی کو ایک تھپڑ رسید کر دیا، یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر بولا کہ ابوبکر نے مجھے تھپڑ مارا ہے مجھے انصاف چاہیے، آنحضرت ﷺ نے سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو بلا کر وجہ پوچھی تو انھوں نے فرمایا: شانِ باری تعالیٰ میں نازیبا الفاظ کہنے پر میں نے اسے تھپڑ مارا تھا، وہ بولا کہ یہ جھوٹ ہے، میں تو اللہ پر ایمان رکھتا ہوں۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے کہیے کہ اگر سچا ہے تو گواہ لائے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو گواہ پیش کرنے کا حکم دیا تو سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی کہ حضور اس وقت گلی سنسان تھی، میرے اور اس کے علاوہ وہاں کوئی اور انسان نہ تھا، یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر تو تمھیں تھپڑ کھانا ہی پڑے گا۔

اسی اثناء میں نزولِ وحی کا سلسلہ شروع ہو گیا اور یہ آیت نازل ہوئی: لقد سمع اللہ قول الذین قالو ان اللہ فقیر و نحن اغنیاء اللہ نے سن لی ان لوگوں کی بات جنھوں کہا کہ اللہ فقیر اور ہم غنی ہیں اللہ تعالیٰ آیت کریمہ نازل فرما کر سیدنا صدیق اکبرؓ کا دفاع کیا اور یہودی کو جھوٹا قرار دے دیا۔ اسی طرح سیدنا عمر فاروقؓ کے حق میں آسمانی فیصلے بھی قرآن کی زینت ہے جس کا تفصیلی ذکر آگے سیدنا عمر فاروقؓ کے دفاع کے ضمن میں آئے گا۔

تاریخ میں ایسے کئی واقعات بھی ملتے ہیں کہ لوگوں نے پاکدامن لوگوں پر ناکردہ گناہوں کے الزامات تھوپنے کی کوششیں کیں تو اللہ نے ان کی برأت و بے گناہی مختلف انداز میں ثابت فرمائی۔ جب حضرت یوسفؑ پر عزیز مصر کی بیوی نے الزام لگایا تو اللہ نے اسی عورت کے خاندان سے ایک معصوم بچے کو قوت گویائی دے کر سیدنا یوسف علیہ السلام کی پاکیزگی کا ثبوت فراہم کیا۔ اسی طرح جب اللہ کے ایک بندے حضرت جریجؒ پر لوگوں نے الزام لگایا تو اس وقت بھی اللہ نے ایک نومولود بچے کو قوت گویائی دی جس نے بول کر بتایا کہ میرا باپ جریج نہیں بلکہ ایک چرواہا ہے۔

حضرت عکرمہؒ کا جہری تکبیرات پر اظہار تعجب

عن عکرمۃ قال (رأیت رجالا عند المقام

یکبر فی کل خفض و رفع و اذا قام و اذا وضع فاخبرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فقال : اولیس تلك صلوۃ النبی ﷺ لا ام لك '' سیدنا عکرمہؒ فرماتے ہیں میں نے مقام ابراہیم کے پاس ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا جو ہر بار جھکتے، اٹھتے، کھڑے ہوتے اور بیٹھتے وقت تکبیر کہتا تھا، میں نے سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کو بتایا تو وہ بولے کہ تیری ماں مرے کیا نبی ﷺ کی نماز اسی طرح نہ ہوتی تھی؟ ('تیری ماں مرے' یہ کوئی کوسنا نہیں بلکہ عربی کا ایک محاورہ ہے جو بوقت حیرت بولا جاتا تھا)۔'' (صحیح بخاری ج 1 ص 721 رقم الحدیث:787)

حضرت امیر معاویہؓ اور ایک وتر

اوتر معاویۃ بعد العشاء بر کعۃ و عندہ مولی ابن عباس فاتی ابن عباس فقال دعہ فانہ صحب رسول اللہ ﷺ '' سیدنا امیر معاویہؓ نے عشاء کے بعد ایک رکعت وتر ادا کیا، اس وقت ان کے پاس سیدنا ابن عباسؓ کا غلام موجود تھا اس نے آکر عبداللہ بن عباسؓ کو بتایا تو وہ بولے کہ ان کو رہنے دو کہ وہ صحابی رسول ہے۔''

(بخاری ج 5 ص 191 رقم الحدیث:3764)

صحیح بخاری ج 5 ص 191 حدیث نمبر 3765 میں ہے:قیل لابن عباس ھل لك فی امیر المومنین معاویۃ فانہ ما اوتر الا بواحدۃ فقال انہ فقیہ '' سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے کہا گیا کہ امیر المومنین امعاویہ ہمیشہ ایک وتر ہی پڑھتے ہیں تو انھوں نے فرمایا کہ وہ (امیر معاویہ) فقیہ ہے۔'' واضح رہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباسؓ ہاشمی اور سیدنا علیؓ کے سگے چچازاد بھائی تھے۔

ابو تمیمؓ اور نمازِ مغرب سے پہلے دو رکعتیں

سیدنا مرثد بن عبداللہ نے ابو تمیمؓ کو مغرب سے پہلے دو رکعات پڑھتے دیکھا تو حضرت عقبہ جہنیؓ کے پاس جا کر حیرت کا اظہار کیا۔ فرماتے ہیں کہ عقبہ جہنیؓ نے میری بات سن کر فرمایا:انا کنا نفعلہ علی عھد رسول اللہ ﷺ قلت فما یمنعك الآن قال : الشغل '' ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں یہ پڑھا کرتے تھے، میں نے کہا کہ اب آپ کو کیا چیز مانع ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ مصروفیات۔ (صحیح بخاری بحوالہ مشکوۃ ج 1 ص 511 رقم الحدیث:1181)

جن لوگوں کا دفاع اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جن کی طرف سے رسول اللہ ﷺ نے صفائیاں پیش کیں، جنھوں نے اپنی جماعت (صحابہ) کے خلاف باتیں کرنے والوں کو منہ توڑ جواب دیئے، تابعین و تبع تابعین نے جن کا دفاع کیا اور بعد میں آنے والے تمام اکابر امت نے کیا، میں بھی ان کے بارے میں مشتِ از خروارے کچھ عرض کرنا سعادت سمجھتا ہوں۔

مسئلہ مزارعت اور حضرت رافعؓ بن خدیج

دورِ رسالت ﷺ میں انصار کے دو آدمیوں کے مابین جھگڑا ہو گیا ان میں سے ایک مالک زمین تھا اور دوسرا مزارعہ، دونوں اپنا مقدمہ دربارِ رسالت میں لے کر حاضر ہوئے، آنحضرت ﷺ نے دونوں کے بیانات سن کر (مالک زمین سے) فرمایا کہ اگر تمھارا یہی حال ہو تو مزارع نہ رکھا کرو اسی اثناء میں ایک اور صحابی سیدنا رافعؓ بن خدیج آئے اور انھوں نے نبی ﷺ کے آخری الفاظ '' مزارع نہ رکھا کرو'' سنے چونکہ آپ ﷺ کے یہ اس مجلس کے اختتامی الفاظ تھے اس لیے سیدنا رافعؓ بن خدیج نے انھیں مکمل جملہ سمجھا اور اسی طرح آگے بیان فرمایا۔ جب یہ مسئلہ دورِ صحابہ میں اُبھرا تو سیدنا زید بن ثابتؓ نے فرمایا:یغفر اللہ لرافع بن خدیج انا واللہ اعلم بالحدیث منہ انما اتاہ رجلا ن قال مسدد من الانصار ثم اتفقا قد اقتتلا فقال رسول اللہ ﷺ ان کان ھذا شانکم فلا تُکروا المزارع قال مسدد فسمع قولہ لا تُکروا المزارع '' اللہ مغفرت فرمائے رافع بن خدیج کی، اللہ کی قسم! مجھے یہ حدیث ان کی نسبت زیادہ بہتر معلوم ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو آدمی آئے جن کی بعد میں صلح ہوگئی، مسدد فرماتے ہیں کہ وہ دونوں انصاری تھے آپ ﷺ نے (ان دونوں کی باتیں سن کر مالک زمین سے) فرمایا: اگر تمھارا یہی حال ہو تو مزارع نہ رکھا کرو۔ مسدد نے کہا کہ اس (رافعؓ بن خدیج) نے آپ کی صرف اتنی بات سنی تھی کہ '' مزارع نہ رکھا کرو۔'' (سنن ابو داود باب مزارعت ج 2 ص 605) یوں اللہ نے نہ صرف

حفاظت دین کا وعدہ پورا فرمایا بلکہ رحماء بینھم کا عمدہ عملی نمونہ بھی پیش کیا۔

مذکورہ آیات قرآنی اور احادیث نبویہ جملہ اصحاب رسول ﷺ کے مناقب وفضائل کے ضمن میں ہیں بعد کے ادوار میں کچھ لوگ افراط و تفریط کا شکار ہوگئے۔ نتیجتاً ان مقدس ہستیوں میں سے بعض کو ان کے مقام سے بہت زیادہ بڑھا چڑھا کر بیان کیا گیا اور بعض کی تنقیص کی گئی۔ افراط اندھی عقیدت جبکہ تفریط میں عمد وسہو کے عناصر شامل ہیں۔

بعض نے تو بغض وعناد میں آکر بعض صحابہؓ کی تنقیص کرنے کی کوشش کی جبکہ بعض نے ولأزينن لهم في الارض ولاغوينهم اجمعين کے شیطانی اعلان اور پھیلائے گئے مغالطوں کے جال میں پھنس کر محبت وعقیدت کے دعویٰ کے ساتھ ایسی باتیں کیں جن کا محبان رسول سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ ذیل میں اس افراط وتفریط کی کچھ مثالیں پیش خدمت ہیں جن کا مقصد فاع صحابہ کے ساتھ ساتھ اہل اسلام کی اصلاح بھی مقصود ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ نے سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے عرض کیا کہ سیدنا عمرؓ کے بقول رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ لوگوں کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے، یہ سن کر وہ گویا ہوئیں: يرحم الله عمر لا والله ما حدث رسول الله ﷺ ان الله لا يعذب المومن ببكاء احد ولكن قال ان الله يزيد الكافر عذابا ببكاء اهله عليه ''اللہ رحم فرمائے عمرؓ پر، رسول اللہ ﷺ نے یوں نہیں فرمایا کہ مومن کو کسی کے رونے سے عذاب ہوتا ہے بلکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ کافر کا عذاب اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے بڑھا دیتا ہے۔''

(صحیح مسلم ج 2 ص 384 رقم الحدیث: 2150)

سیدہ عائشہ صدیقہؓ کو بتایا گیا کہ سیدنا عمرؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے یہ سن کر انھوں نے فرمایا: وهل انما قال انه لَيُعَذَّبُ بخطية و بذنبه و ان اهله ليبكون عليه و ذلك مثل قوله ان رسول الله قام على القليب يوم بدر و فيه قتلى بدر من المشركين فقال لهم ما قال انهم ليسمعون ما اقول فقد وهل انما قال انهم ليعلمون ان ما كنت اقول لهم حق ثم قرأت انك لا تسمع الموتى وما انت بمسمع من في القبور يقول حين تبؤوا مقاعدهم من النار وہ بھول گئے، حضور ﷺ نے فرمایا تھا: ''اسے اپنی خطاؤں یا گناہوں کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے اور یہ اس پر رو رہے ہیں'' اور عمرؓ کی یہ بھول ان کی اسی بات کی طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کنویں پر کھڑے ہو کر مقتول مشرکین سے فرمایا: یہ'' میں جو کہہ رہا ہوں وہ سن رہے ہیں'' حالانکہ آپ ﷺ نے یوں فرمایا تھا: ''وہ جانتے ہیں کہ میں ان سے سچ کہا کرتا تھا'' پھر سیدہ عائشہؓ نے قرآن کی آیات تلاوت فرمائیں: ''بیشک آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔'' ''آپ ان کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں'' اس میں اس بات کی خبر ہے کہ وہ دوزخ میں اپنا ٹھکانہ پا چکے۔ (صحیح مسلم ج 2 ص 386 رقم الحدیث: 2154)

سیدنا ابوسعید خدریؓ کا دفاع

سیدنا ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اذا رأيتم الجنازة فقوموا فمن تبعها فلا تجلس حتى توضع ''جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ پھر جو ساتھ جائے وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک کہ جنازہ رکھ نہ دیا جائے۔''

واقد فرماتے ہیں کہ میں ایک جنازے میں کھڑا تھا اور سیدنا نافع بیٹھے ہوئے تھے، انھوں نے مجھ سے کہا کہ کس کے انتظار میں کھڑے ہو؟ تو میں نے کہا کہ سیدنا ابوسعید خدریؓ سے مروی حدیث کے تناظر میں جنازہ رکھے جانے کا منتظر ہوں یہ سن کر نافعؒ نے کہا: فان مسعود الحكم حدثني ان علي ابن ابي طالب انه قال قام رسول الله ﷺ ثم قعد ''مجھ سے مسعود بن حکم نے بیان کیا کہ سیدنا علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ پہلے کھڑے ہوئے پھر آپ بیٹھ گئے۔

(جاری ہے)

صرف اللہ ذوالجلال کو ہی پکارا جائے

میاں محمد جمیل

ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (المؤمن:14) فَادْعُوا اللّٰهَ ''اے لوگو! صرف ایک اللہ کو پکارو'' مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ''اپنے دین کو اُس کے لیے خالص کر کے۔'' وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ''بیشک یہ کام کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔''

اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ. (الفاطر: 14) اِنْ تَدْعُوْهُمْ ''اگر تم انھیں پکارو۔'' لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ''وہ تمھاری دعائیں نہیں سن سکتے۔'' وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ''اور سُن لیں تو ان کا تمھیں جواب نہیں دے سکتے۔'' وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ''اور قیامت کے دن تمھارے شرک کا انکار کریں گے۔'' وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ''ایسی خبر یعنی حقیقت تمھیں ''اللہ'' کے سوا کوئی نہیں بتلا سکتا۔''

قرآن مجید میں خالق کائنات نے بار بار ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو نہ پکارا جائے۔ مطلب یہ ہے کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ سے بھی مدد مانگتا ہے اور اس کے ساتھ بتوں، فوت شدگان، جنات، ملائکہ یا کسی غیر مرئی طاقت سے بھی امداد طلب کرتا ہے اور جس طرح اللہ تعالیٰ کے سامنے قیام، رکوع، سجدہ اور نذر و نیاز پیش کرتا ہے اسی طرح دوسروں کے سامنے جھکتا اور نذرانے پیش کرتا ہے گویا کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ ساتھ دوسروں کی عبادت کرتا اور ان کو پکارتا ہے۔

قرآن مجید اس بات سے بھی روکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو نہ پکارا جائے۔ پہلے طریقے کے لیے وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ کے الفاظ آئے ہیں اور دوسرے انداز کے لیے مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ یا مِنْ دُوْنِهٖ کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں جس کا صاف معنیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے مدد طلب نہیں کرنی چاہیے۔ بیشک وہ عیسیٰ بن مریم ہوں یا حضرت عزیز یا کوئی اور فوت شدہ ہستی اس لیے کہ تمام فوت شدگان کے بارے میں ارشاد ہوا ہے کہ وہ نہیں سنتے اور بفرضِ محال اگر وہ سن بھی لیں تو وہ تمھاری فریاد کا جواب نہیں دے سکتے، قیامت کے دن جب ان سے سوال کیا جائے گا تو وہ اپنے پکارنے والوں کا انکار کردیں گے۔ اگر وہ سُن بھی لیں تو جواب نہیں دے سکتے یہ الفاظ لا کر ثابت کیا ہے کہ وہ کسی صورت بھی نہ سُن سکتے ہیں اور نہ جواب دینے کی طاقت رکھتے ہیں۔

لوگو! سنو اور سوچو! تمھارا رب تمھیں شرک کے بارے میں کس طرح بار بار روکتا ہے اور اسے کھول کھول کر بیان کرتا ہے اور اس علیم و خبیر کے سوا کوئی تمھیں اس طرح نہ سمجھا سکتا اور نہ بتلا سکتا ہے۔

زندہ خدا پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے

قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ○ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا. (الفرقان:58-57)

قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ''ان سے فرما دیں کہ میں اس کام پر تم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا۔'' اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا۔ ''میرا صلہ یہی ہے کہ جس کا جی چاہے وہ اپنے رب کا راستہ اختیار کرلے۔'' وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ ''اے نبی! اس اللہ پر بھروسہ رکھو جو ہمیشہ زندہ ہے'' الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ ''اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔''

وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ''اور اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے رہو۔'' وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ''وہ اپنے بندوں کے گناہوں کو اچھی طرح جانتا ہے۔''

وَمَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَہُوَ حَسۡبُہٗ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمۡرِہٖ قَدۡ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیۡءٍ قَدۡرًا ''جو اللہ پر بھروسہ کرے اس کے لیے اللہ کافی ہے۔ اللہ اپنا حکم نافذ کر کے ہی رہتا ہے اس نے ہر چیز کے لیے ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے'' (الطلاق:3) جنھیں تم پکارتے ہو وہ تو خود پیدا کیے گئے ہیں انھیں خبر نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔

وَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ لَا یَخۡلُقُوۡنَ شَیۡئًا وَّ ہُمۡ یُخۡلَقُوۡنَ ○ اَمۡوَاتٌ غَیۡرُ اَحۡیَآءٍ وَ مَا یَشۡعُرُوۡنَ اَیَّانَ یُبۡعَثُوۡنَ (النحل:20-21)

وَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ''اور جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں۔'' لَا یَخۡلُقُوۡنَ شَیۡئًا وَّ ہُمۡ یُخۡلَقُوۡنَ ''وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود پیدا کیے گئے ہیں۔'' اَمۡوَاتٌ غَیۡرُ اَحۡیَآءٍ ''زندہ نہیں مردے ہیں'' وَ مَا یَشۡعُرُوۡنَ اَیَّانَ یُبۡعَثُوۡنَ ''اور وہ نہیں جانتے کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔''

اَیُشۡرِکُوۡنَ مَا لَا یَخۡلُقُ شَیۡئًا وَّ ہُمۡ یُخۡلَقُوۡنَ ○ وَ لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ لَہُمۡ نَصۡرًا وَّ لَاۤ اَنۡفُسَہُمۡ یَنۡصُرُوۡنَ ○ وَ اِنۡ تَدۡعُوۡہُمۡ اِلَی الۡہُدٰی لَا یَتَّبِعُوۡکُمۡ سَوَآءٌ عَلَیۡکُمۡ اَدَعَوۡتُمُوۡہُمۡ اَمۡ اَنۡتُمۡ صَامِتُوۡنَ ○ اِنَّ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمۡثَالُکُمۡ فَادۡعُوۡہُمۡ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لَکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ○ اَلَہُمۡ اَرۡجُلٌ یَّمۡشُوۡنَ بِہَاۤ اَمۡ لَہُمۡ اَیۡدٍ یَّبۡطِشُوۡنَ بِہَاۤ اَمۡ لَہُمۡ اَعۡیُنٌ یُّبۡصِرُوۡنَ بِہَاۤ اَمۡ لَہُمۡ اٰذَانٌ یَّسۡمَعُوۡنَ بِہَا قُلِ ادۡعُوۡا شُرَکَآءَکُمۡ ثُمَّ کِیۡدُوۡنِ فَلَا تُنۡظِرُوۡنِ ○ اِنَّ وَلِیَّ اللّٰہُ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡکِتٰبَ وَ ہُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیۡنَ ○ وَ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖ لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ نَصۡرَکُمۡ وَ لَاۤ اَنۡفُسَہُمۡ یَنۡصُرُوۡنَ ○ وَ اِنۡ تَدۡعُوۡہُمۡ اِلَی الۡہُدٰی لَا یَسۡمَعُوۡا وَ تَرٰىہُمۡ یَنۡظُرُوۡنَ اِلَیۡکَ وَ ہُمۡ لَا یُبۡصِرُوۡنَ

(الاعراف:191 تا 198)

اَیُشۡرِکُوۡنَ مَا لَا یَخۡلُقُ شَیۡئًا ''کیا وہ انھیں شریک بناتے ہیں جو کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے'' وَّ ہُمۡ یُخۡلَقُوۡنَ۔ وَ لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ لَہُمۡ نَصۡرًا وَّ لَاۤ اَنۡفُسَہُمۡ یَنۡصُرُوۡنَ ''اور وہ خود پیدا کیے گئے ہیں اور نہ ان کی مدد کر سکتے ہیں اور نہ اپنی مدد کر سکتے ہیں۔''

وَ اِنۡ تَدۡعُوۡہُمۡ اِلَی الۡہُدٰی ''اگر تم انھیں سیدھے راستے کی طرف بلاؤ'' لَا یَتَّبِعُوۡکُمۡ سَوَآءٌ عَلَیۡکُمۡ ''وہ آپ کے پیچھے نہیں آئیں گے تمھارے لیے برابر ہے۔'' اَدَعَوۡتُمُوۡہُمۡ اَمۡ اَنۡتُمۡ صَامِتُوۡنَ ○ اِنَّ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمۡثَالُکُمۡ ''کہ انھیں بلا لیں یا تم چپ رہیں، بیشک جنھیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ تمھارے جیسے بندے ہیں''

فَادۡعُوۡہُمۡ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لَکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ''پس انھیں پکارو پھر اگر تم سچے ہو تو وہ تمھاری بات قبول کریں۔'' اَلَہُمۡ اَرۡجُلٌ یَّمۡشُوۡنَ بِہَاۤ ''کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہیں۔'' اَمۡ لَہُمۡ اَیۡدٍ یَّبۡطِشُوۡنَ بِہَاۤ ''یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑتے ہیں'' اَمۡ لَہُمۡ اَعۡیُنٌ یُّبۡصِرُوۡنَ بِہَاۤ ''یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہیں۔'' اَمۡ لَہُمۡ اٰذَانٌ یَّسۡمَعُوۡنَ بِہَا ''یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہیں؟'' قُلِ ادۡعُوۡا شُرَکَآءَکُمۡ ''فرما دیں تم اپنے شریکوں کو بلا کر'' ثُمَّ کِیۡدُوۡنِ فَلَا تُنۡظِرُوۡنِ ''میرے خلاف تدبیر کرو پس مجھے مہلت نہ دو۔''

اِنَّ وَلِیَّ اللّٰہُ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡکِتٰبَ ''بیشک میرا مددگار اللہ ہے جس نے یہ کتاب نازل کی ہے۔'' وَ ہُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیۡنَ ''اور وہی نیک لوگوں کا مددگار ہے۔'' وَ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖ ''اور جنھیں تم اسے چھوڑ کر پکارتے ہو'' لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ نَصۡرَکُمۡ وَ لَاۤ اَنۡفُسَہُمۡ یَنۡصُرُوۡنَ ''وہ نہ تمھاری مدد کر سکتے ہیں اور نہ خود اپنی مدد کرتے ہیں۔''

وَ اِنۡ تَدۡعُوۡہُمۡ اِلَی الۡہُدٰی ''اور اگر انھیں سیدھے راستے کی طرف بلاؤ'' لَا یَسۡمَعُوۡا ''وہ نہیں سنتے گے۔'' وَ تَرٰىہُمۡ یَنۡظُرُوۡنَ اِلَیۡکَ ''اور تو انھیں دیکھتا ہے کہ وہ تیری طرف دیکھ رہے ہیں۔'' وَ ہُمۡ لَا یُبۡصِرُوۡنَ ''حالانکہ وہ نہیں دیکھتے۔''

مشرک بتوں، فوت شدہ بزرگوں، چاند ستاروں، فرشتوں اور جنات کو اللہ تعالیٰ کے کاموں میں شریک ٹھہراتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے وہ خود پیدا کردہ ہیں اور اللہ کی مخلوق ہیں اور پکارنے والوں کی کوئی مدد نہیں کر سکتے یہاں تک کہ ان پر کوئی افتاد آپڑے تو اپنے آپ کو بھی بچا نہیں سکتے لیکن اس کے باوجود مشرک اپنی اولاد میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو شریک سمجھتے ہوئے ان کے نام پیراں دتہ، عبدالرسول، عبدالعزیٰ رکھتے ہیں یہاں تک کہ کچھ لوگ اپنی اولاد کو ساتھ لے کر بتوں اور مزارات کا طواف کرتے اور ان پر نذرانے پیش کرتے ہیں۔ یہ پہلے زمانے کے لوگ کرتے تھے اور آج کل مشرک اس حد تک شرک میں آگے بڑھ گئے ہیں کہ وہ شادی کے بعد ہی مزارات کے چکر لگاتے اور صاحب قبر سے اولاد مانگتے ہیں۔

اس عقیدہ اور عمل کی تردید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر واقعی یہ تمھاری کوئی بھلائی کر سکتے ہیں تو انھیں اپنی رہنمائی کے لیے بلاؤ لیکن وہ تمھاری رہنمائی نہیں کر سکتے تمھارا انھیں بلانا یا نہ بلانا ان کے لیے یکساں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جن فوت شدہ بزرگوں کو تم پکارتے ہو وہ تمھاری طرح کے ہی بندے تھے، جس طرح تم اللہ ذوالجلال کے سامنے بے بس اور بے اختیار ہو اسی طرح وہ بھی اپنے رب کے سامنے عاجز اور بے اختیار تھے اور ہیں۔ جس طرح بیماری اور شفاء، غربت اور دولت، عزت اور ذلت نفع اور نقصان تمھارے اختیار میں نہیں اسی طرح وہ بھی ان امور پر کوئی اختیار نہیں رکھتے اس کے باوجود تم انھیں مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتے ہو۔ اگر تم اپنے عقیدہ اور دعویٰ میں سچے ہو تو ان کو آواز دو، چاہیے تو یہ کہ وہ جواب دیں لیکن وہ تمھیں کبھی جواب نہیں دے سکتے۔

نہ صرف وہ تمھاری پکار کا جواب نہیں دے سکتے بلکہ قیامت تک ان باتوں سے لاتعلق اور بے خبر ہیں اور محشر کے دن صاف صاف تمھارے عقیدہ اور حرکات کا انکار کریں گے۔ ان دلائل کے باوجود مشرکین انبیاء اور موحدین کو دھمکیاں دیا کرتے ہیں کہ ہمارے معبود سب کچھ کر سکتے ہیں اس کے جواب میں انھیں چیلنج دیا گیا ہے کہ کیا ان کے پاس پاؤں ہیں جن سے وہ چل سکیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑ سکیں یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھ سکیں یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سن سکیں، فوت ہونے کے بعد ان کے اعضاء مٹی کے ساتھ مٹی ہو چکے اگر کسی کا وجود قبر میں سلامت بھی ہے تو اس دنیا کے ساتھ وہ کوئی تعلق نہیں رکھتا۔

اسی لیے نبی محترم ﷺ کو حکم ہوا کہ آپ انھیں چیلنج دیں کہ اپنے معبودوں کو میرے خلاف اکٹھا کر لو اور جو تم میرا بگاڑنا چاہتے ہو بگاڑ لو میں تم سے ایک لحہ بھی مہلت نہیں مانگتا۔ میرا مالک اور خیر خواہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے مجھ پر قرآن مجید نازل کیا ہے وہی نیک بندوں کی خیر خواہی اور دستگیری کرتا ہے۔ آیت 198 میں فرمایا کہ وہ دیکھ نہیں سکتے۔

باوجود اس کے کچھ کمزور عقیدہ لوگ یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ يَا عَبْدَ الْقَادِرِ جِيْلَانِي ''اے عبدالقادر جیلانی!'' اُنْظُرْ اِلَيْنَا۔ ''ہماری حالت دیکھیے'' مِنْ دُوْنِ اللهِ سے مراد بت بھی ہو سکتے ہیں جنھیں اس طرح خوبصورتی سے تراشا اور بنایا جاتا تھا کہ وہ دیکھنے والا سمجھتا ہے کہ ہمیں دیکھ رہے ہیں خاص کر جو شخص ان مجسموں کو خدا کا اوتار سمجھتا ہو وہ تو عقیدت و محبت سے ایسا سمجھے بغیر نہیں رہ سکتا۔ حالانکہ ان کے ہاتھ، پاؤں آنکھ، ناک سب کچھ بنایا گیا ہے لیکن یہ حرکت نہیں کر سکتے یہی صورت قبر میں مدفون بزرگوں کی ہے جو پکارنے والوں کی پکار نہیں سنتے اور رونے والے کو دلاسہ نہیں دے سکتے۔

اس موقع پر ہم نہایت خیر خواہی کے جذبہ سے چند سوالات پیش کرتے ہیں جنھیں غور سے سننا اور پڑھنا چاہیے۔

(1) فوت ہونے والے بزرگ بیمار ہوئے، ہزار دعاؤں اور دواؤں کے باوجود صحت یاب نہ ہو سکے (2) فوت ہوئے تو گھر میں پڑے ہونے کے باوجود روتی ہوئی بیٹیوں، تڑپتی ہوئی والدہ، بلکتی ہوئی بیوی، سسکتے ہوئے بیٹے اور آہ و بکا کرنے والے مریدوں کو تسلی نہ دے سکے (3) شرم و حیاء کے پیکر ہونے کے باوجود اپنے آپ استنجا کر سکے اور نہ غسل (4) زندگی میں خود اپنی قبر بنوانے والے بھی اپنے پاؤں پر چل کر قبر تک نہ پہنچ سکے۔

(5) جو زندگی میں صرف پنجابی یا کوئی ایک زبان جانتے تھے فوت ہونے

کے بعد قبر پر آنے والے دوسری زبانوں میں فریاد کرنے والوں کی زبان سے کس طرح واقف ہو گئے؟ (6) جو خود اولاد سے محروم تھے وہ دوسروں کو کس طرح اولاد عطا کر سکتے ہیں؟ (7) جو خراٹے لینے والی نیند یا کسی وجہ سے بے ہوشی کے عالم میں دیکھ اور سن نہیں سکتے تھے موت کے بعد کس طرح سننے اور دیکھنے کے قابل ہو گئے؟ (8) جو زندگی میں دیوار کی دوسری طرف نہیں دیکھ سکتے تھے اب قبر کی منوں مٹی اور مضبوط پتھروں کے درمیان کس طرح دیکھ سکتے ہیں؟ (9) جو اپنی حالت سے کسی کو آگاہ نہیں کر سکتے دوسرے کی حالت رب کے حضور کس طرح پیش کر سکتے ہیں؟ (10) جو زندگی میں بیک وقت ایک سے زائد آدمیوں کی بات سن اور سمجھ نہیں سکتے تھے اب بیک وقت سینکڑوں، ہزاروں آدمیوں کی فریاد کس طرح سن سکتے ہیں؟

ٹھوس حقائق کے باوجود مشرکین کی عادت وعقیدہ

فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ (العنكبوت: 65) فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ "جب وہ کشتی پر سوار ہوتے ہیں تو اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کر کے اُس سے مانگتے ہیں۔" فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ "جب اللہ انھیں بچا کر خشکی پر لے آتا ہے" إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ "تو یکایک وہ شرک کرنے لگتے ہیں۔"

موحد اور مشرک کے عقیدہ کے درمیان بنیادی فرق یہ ہے کہ موحد ہر حال میں ایک "اللہ" کو پکارتا ہے اور مشرک صرف مصیبت کے وقت ایک "اللہ" کو پکارتا ہے یہی حال مشرکین مکہ کا تھا وہ عام حالات میں صرف ایک "اللہ" کو پکارنے کی بجائے اس کے ساتھ دوسروں کو بھی شامل کرتے اور انھیں پکارتے تھے حالانکہ قرآن مجید نے بار بار اس بات سے منع کیا ہے کہ نہ "اللہ" کے سوا کسی کو پکارا جائے اور نہ اس کے ساتھ کسی کو پکارا جائے، لیکن نہ مکہ کے مشرک اس بات سے رکتے تھے اور نہ آج کے مشرک اس سے باز آتے ہیں حالانکہ ہر دور میں مشرک کی یہ حالت رہی ہے اور رہے گی کہ بڑی مصیبت کے وقت سب کو بھول کر صرف ایک اللہ کو پکارتے ہیں یہی مکہ والے کرتے تھے۔ جب کشتی بھنور میں پھنس جاتی تو صرف ایک "اللہ" کو پکارتے اور جب کشتی بھنور سے نکل جاتی ہے تو کہتے کہ کشتی فلاں بزرگ یا بت کی مدد سے بھنور سے نکلی ہے۔ یہاں شرک کو کفر قرار دیا اور فرمایا کہ وہ اللہ چاہے تو کشتی کو غرقاب کر دے لیکن وہ مشرک کو اس لیے مہلت دیتا ہے تا کہ اپنے رب کی نعمتوں سے مزید فائدہ اٹھالے۔

مفسرین نے اس آیت کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے عکرمہ بن ابوجہل کا واقعہ نقل کیا ہے جب مکہ فتح ہوا تو عکرمہ یہ سوچ کر بھاگ نکلا کہ مجھے کسی صورت بھی معافی نہیں مل سکتی اس فکر مندی کے ساتھ جدہ کی بندرگاہ پر پہنچا اور بیڑے میں سوار ہوا لیکن اللہ کی قدرت کہ جوں ہی بیڑے نے ساحل چھوڑا تو بیڑہ اتنے شدید بھنور میں پھنسا کہ ملاح اور مسافروں کو یقین ہو گیا کہ اب نجات کی کوئی صورت باقی نہیں ہے ملاح نے مسافروں سے کہا کہ جب بیڑے کو ایسے طوفان کا واسطہ پڑتا ہے تو کسی اور کی بجائے صرف ایک اللہ کو پکارا جاتا ہے اس لیے صرف ایک اللہ کے حضور فریادیں کرو اس کے سوا کوئی بیڑا پار لگانے والا نہیں۔ یہ بات عکرمہ کے دل پر اثر کر گئی اُس نے سوچا کہ یہی تو محمد ﷺ دعوت دیتا ہے اگر یہاں سے بچ نکلا تو میں حلقہ اسلام میں داخل ہوجاؤں گا فَلَمَّا أَسْلَمَ عِكْرِمَةُ أَقَرَّهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عِنْدَهُ عَلَى النِّكَاحِ الْأَوَّلِ. "عکرمہ بن ابوجہل نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش ہوئے آپ نے اُن کو امن دیا اور اُن کے اسلام کو قبول کیا اور اُن کے پہلے نکاح کو برقرار رکھا" (سیرت ابن ہشام: ص 359/1)

چنانچہ عکرمہؓ حلقہ اسلام میں داخل ہوئے اور باقی زندگی اسلام اور رسول محترم کے ساتھ اخلاص کے ساتھ گزاری اور جنت کے وارث قرار پائے۔ یہاں اَلدِّيْنَ کا معنی تابعداری ہے یعنی پوری اور خالص تابع داری کے ساتھ صرف ایک "اللہ" کو پکارو جس طرح تمھارے اللہ نے تمھیں حکم دیا ہے لیکن افسوس اتنی بڑی سچائی ہونے اور قرآن مجید کے بار بار منع کرنے کے باوجود آج کا مشرک کشتی ڈوبنے کے وقت بھی صرف ایک "اللہ" کو پکارنے کے لیے تیار نہیں ہوتا وہ بے جھجک کہتا ہے۔ (جاری ہے)

پادریوں میں جنسی بے راہ روی جرم کیوں نہیں؟

عطا محمد جنجوعہ

یورپ میں فحاشی و بدکاری کی وباء عام کیوں ہے؟ اہل علم کا تجزیہ ہے کہ وہ جس بے غیرت جانور سور کا گوشت کھاتے ہیں اُس کا ہی نتیجہ ہے کہ ایک لڑکی کے بیک وقت کئی بوائے فرینڈ ہوتے ہیں اور اُسے معاشرہ میں معیوب نہیں بلکہ اعزاز سمجھا جاتا ہے۔ موجودہ دور میں کسی مذہب کا پرچار کرنے والوں کے بارے میں دعویٰ سے نہیں کہا جاسکتا کہ وہ معصوم عن الخطا ہوتے ہیں اس لیے کہ ان سے معاشرتی جرائم سرزد ہونے کا امکان ہوسکتا ہے لیکن تاریخی حقیقت ہے کہ عیسائی مذہب کے عہدیدار پادری، منسٹر، بشپ اور سینٹ کے ارکان کے جوان بچوں اور بچیوں کے ساتھ بدکاری کے واقعات روزمرہ کا معمول بن چکا ہے۔

عالمی جریدہ ہفت روزہ ٹائم 7 جون 2010ء میں ملکوں کا نام لے کر بتایا گیا ہے کہ کس ملک میں کیا ہورہا ہے اسی شمارہ کے ٹائٹل پر موجود عیسائی دنیا کی مقدس ترین ہستی پوپ بینی ڈکٹ کی پشت دکھائی گئی ہے جس پر تحریر ہے: "The sex abuse scandal and the limits of atonement." ''جنسی بے راہ روی کے الزام کا سکینڈل اور کفارہ کی حدیں۔''

ان عیسائی مذہبی عہدیداروں میں جنسی بے راہ روی کے واقعات میں اضافہ کیوں ہورہا ہے؟ وہ جرم کا اقرار کررہے ہیں نہ اُن پر کوئی حد جاری کی گئی اور نہ ہی اُن کو عہدوں سے برطرف کیا گیا۔ عوام حتیٰ کہ وہ مرد و عورتیں جن سے زیادتی ہوئی ہے وہ بھی اُن کو بدستور مذہبی ٹھیکیدار سمجھتے ہیں، کیوں؟

حیات عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق تحقیقی مقالہ کی تیاری کے لیے کلام مقدس پڑھنے کا اتفاق ہوا تو ذہن میں مذکورہ چبھتے سوالوں کا جواب مل گیا۔ ''اور داؤد بادشاہ بوڑھا ہوگیا مگر وہ گرم نہ ہوتا تھا۔ سو اُس کے خادموں نے اپنے بادشاہ کے واسطے اسرائیل کی تمام سرحدوں میں سے ایک جوان لڑکی ڈھونڈی جو اس کی خبر گیری کرتی اور بغل میں سو کر بادشاہ کو گرم کرتی مگر بادشاہ نے اُس سے صحبت نہ کی۔'' (ماخوذ ملوک، باب: 1، آیت 1 تا 4)

جس مذہب میں نبی غیر محرم عورتوں کو پہلو میں لے کر جسم کو گرم کرتا ہو اگر اُس کے مذہب کے جانشین ایک قدم آگے بڑھ کر عورتوں سے رنگ رلیاں منالیں تو وہ کس طرح اس کو جرم سمجھیں گے۔

عیسائی مشنریاں ہمہ وقت متحرک و فعال رہتی ہیں۔ وہ عام حالات میں غریب اور پس ماندہ لوگوں کی بستیوں میں جاتی ہیں جبکہ آسمانی آفات کے دوران امدادی کیمپ لگاتی ہیں چونکہ خوبرو لڑکیاں آنے والوں کا استقبال کرتی ہیں اور بے کسوں کی امداد کرتی ہیں اس لیے لوگوں کا وہاں جم غفیر ہوجاتا ہے۔ پادری موقع کی مناسبت سے حاضرین کو عقیدہ کفارہ کی برکات سنا کر عیسائیت قبول کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

آپ اُس وقت ایمانی جرأت کا مظاہرہ کریں اور اُن سے سوال کریں کہ اگر بھائی اپنی بہن سے زبردستی صحبت کرلے تو کیا یہ جرم بھی کفارہ معاف کردے گا؟ بالفرض وہ کہے کہ ہاں یہ جرم بھی معاف ہوجائے گا تو محفل میں یہ کہہ کر اٹھ آئیں کہ بھائی کو بہن کی عزت لوٹنے کی اجازت دینے والے مذہب سے میری توبہ۔ بصورت دیگر پادری کہے کہ کفارہ یہ جرم معاف نہیں کرسکتا تو آپ اس کو برملا جواب دیں کہ میں آپ کی مانوں یا کلام مقدس کی جس میں صاف لکھا ہے: داؤد کا بیٹا امنون اپنے بھائی شالوم کی خوبصورت بہن پر فریفتہ ہوگیا، وہ بیماری کا بہانہ بنا کر بستر پر لیٹ گیا۔ باپ تیمارداری کو آیا تو اُس نے درخواست کی کہ روٹی پکانے کے لیے تاتار کو میرے پاس آنے دو تاتار روٹی کے پھلکے پکا کر اپنے بھائی امنون کے بستر کے پاس گئی تو اُس نے پکڑا اور کہا کہ اے میری بہن! میرے ساتھ وصل کر۔ تاتار نے انکار کردیا، تب امنون نے زبردستی کر کے اُس سے جبراً

صحبت کی" یہ تلخیص ہے داستان کی تفصیل کے لیے رجوع کریں۔ (کلام مقدس باجازت اسقف مغربی پاکستان مطبوعہ روم 1958ء سموئیل باب: 13 آیت 1 تا 22 ص: 382)

داؤد کو پتا چل گیا لیکن اُس نے مجرم بیٹے پر حد جاری نہ کی آخر شالوم نے بہن کی عصمت دری کا بدلہ لینے کے لیے اپنے بھائی امنون کو قتل کر دیا اور بھاگ گیا اور بغاوت کر دی اور مقابلہ میں شالوم نے شکست کھائی اور قتل ہوگیا اور بادشاہ اب شالوم کے لیے ماتم کرتا ہے۔ (یہ داستان باب 13 سے باب 19 تک محیط ہے)

گمان غالب ہے کہ یہ تمام یہود النسل پولس کی خود ساختہ داستان ہے۔ کلامِ مقدس میں تحریر ہے: "جب داؤد کی وفات کا دن نزدیک پہنچا تو اُس نے اپنے بیٹے سلیمان کو وصیت کی اور کہا: اور خداوند اپنے خدا کی ہدایتوں کو مان اور اُس کی راہ پر چل اور اُسی کے قوانین، احکام، قضاؤں اور شہادتوں کی حفاظت کر جس طرح کہ موسیٰ کی شریعت میں لکھے ہوئے ہیں۔"

(ملوک باب: 2، آیت: 1 تا 3)

اگر یہ واقعہ حقیقت پر مبنی ہوتا تو بیٹے کو قانون کی حفاظت کی وصیت کرنے والا داؤد بادشاہ خود اس پر عمل ضرور کرتا۔ بازار میں جنسی قسم کے ناول، ڈائجسٹ بآسانی دستیاب ہو سکتے ہیں جن میں لفظوں کی صورت میں وصل کی داستان ہو لیکن ابھی تک ایسی فحش داستان پڑھی نہ کسی عزیز نے سنائی کہ فلاں ناول یا ڈائجسٹ میں بھائی نے اپنی بہن کی عزت کو خود پامال کیا ہو۔ عیسائیو! غور کرو داؤد نبی کی توہین اور ان کے خاندان کی عزت کو خاک میں ملانے والا کلام الہامی ہے یا یہودیوں کا تحریف شدہ شیطانی نمونہ؟

پادری صاحبان بائبل کا یہ حصہ پڑھتے ہوں گے، اُن پر یا اُن کے پیروکاروں پر کس قسم کے اثرات سرایت کریں گے کہ وہ محرم رشتوں کی حرمت کی خاطر جان قربان کریں گے یا اُن کی عزت کو مجروح کرنے کے لیے بہانے تراشیں گے۔ کلامِ مقدس کے اس قسم کے واقعات خاندانی نظام کی یکجہتی وسلامتی کو تقویت دیں گے یا خاندانی نظام کو درہم برہم کرنے میں اہم کردار ادا کریں گے۔ یورپ میں فحاشی کا طوفان کیوں زیادہ ہے؟ اہل علم کئی اسباب بیان کرتے تھے لیکن پتہ چلا کہ اس کی پشت پر (تحریف شدہ) کلام مقدس کی تعلیم کا بھی اثر ہے۔ کیا آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں؟

پوپ و پادری صاحبان کے جنسی زیادتی کے سکینڈل منظر عام پر آتے ہیں۔ اس کے باوجود بھی اُن پر نہ کوئی مقدمہ دائر ہوتا ہے اور نہ ہی جرم پر پنچائتی سزا سنائی گئی کیونکہ داؤد کو پتا چل گیا تھا کہ اُن کے بیٹے امنون نے اپنی بہن تا تار کے ساتھ زبردستی صحبت کی لیکن بائبل کے بقول داؤد نے اپنے بیٹے کو کسی قسم کی سزا نہیں دی کیا یہ سب عقیدہ کفارہ کی نوازشات کا ثمر ہے؟

اہل مغرب نے پوپ اور پادریوں کے سنگین جرائم کے خلاف احتجاجی بیان تک ریکارڈ نہیں کرایا کیونکہ اس کے پیچھے مذہبی نظریہ کارفرما ہے "چرچ کی طاقت پرواز یہ ہے کہ وہ تمھارے لیے جنت کا دروازہ کھول دے یا تمھیں جہنم میں جھونک دے یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ تمھاری نسبت ہمیشہ مقدس رہتا ہے۔" مذکورہ نظریہ عدل وانصاف کے تقاضے پورا کرتا ہے یا دھجیاں بکھیر دیتا ہے؟ عیسائیو! جنسی تعلیم دینے والے مذہب کو ترک کردو اور اسلام کا دامن تھام لو جن کے ہادی ومرشد محمد ﷺ نے عورتوں سے زبانی بیعت لے لی لیکن اُن کو اپنا ہاتھ مس کرنے کی اجازت نہ دی تا کہ بعد میں اس سے فتنے نہ جنم لے لیں۔

عیسائیوں کو دعوت ہے کہ عدل وانصاف کا خون کرنے والے کفارہ کے عقیدہ سے توبہ تائب ہو کر محسن انسانیت محمد ﷺ کے غلام بن جاؤ جنھوں نے سفارش کرنے والے عزیز صحابی کو جواب دیا تھا کہ یہ تو چوری کے مقدمہ میں قریش خاندان کی فاطمہ بنت اسد ہے، اگر اس کی جگہ فاطمہ بنت محمد بھی ہوتی اگر اس پر بھی جرم ثابت ہو جاتا تو اس کے بھی ہاتھ کاٹنے کا حکم جاری کر دیتا۔ آؤ مل کر دعا کریں کہ الٰہی ہمیں عفت وحیاء اور عدل وانصاف والے مذہب کی نعمت سے سرفراز فرما اور بے حیائی وفحاشی کو فروغ دینے والے اور انصاف کا مذاق اڑانے والے مذہب سے بچا۔ آمین

عبادلہ ثامنہ

عبدالرشید عراقی — قسط نمبر 1

مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ

سید عبداللہ غزنویؒ افغانستان سے ہجرت کر کے متحدہ پنجاب کے شہر امرتسر میں قیام پذیر ہوئے اور اس خاندان کے افراد نے پنجاب میں توحید و سنت کی آبیاری میں جو خدمات انجام دیں وہ تاریخ اہلحدیث کا ایک درخشندہ باب ہے۔ مولانا سید عبداللہ غزنویؒ حدیث میں شیخ الکل میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلویؒ (م 1320ھ) کے شاگرد تھے اور دیگر علوم میں علامہ حبیب اللہ قندہاریؒ اور مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ (ش 1246ھ) سے مستفیض تھے۔ مولانا سید عبداللہ غزنویؒ کی تبلیغ سے متحدہ پنجاب کی سرزمین کو بڑا فیض پہنچا۔

مولانا سید عبداللہ غزنویؒ کا شجرۂ نسب عبداللہ بن محمد بن محمد بن محمد شریف ہے۔ مولانا سید عبداللہ غزنویؒ للّٰہیت، زہد و ورع، تقویٰ و طہارت اور علم دین میں یکتائے روزگار تھے۔

مولانا حکیم سید عبدالحی حسنی (م 1341ء) فرماتے ہیں:

الشیخ الامام العالم المحدث عبداللہ بن محمد بن محمد بن محمد شریف الغزنوی الشیخ محمد اعظم الزاهد المجاهد الساعی فی مرضاة اللہ المؤثر لرضوانه علی نفسه واهله وماله واطاله صاحب المقامات الشهيرة والمعارك العظيمة الكبيرة. ''حضرت عبداللہ بن محمد بن محمد بن محمد شریف الغزنوی شیخ تھے، امام تھے، عالم تھے، زاہد تھے، مجاہد تھے، رضائے الٰہی میں کوشاں تھے، اللہ کی رضا کے لیے اپنی جان، اپنا گھر بار، اپنا مال اور اپنا وطن سب کچھ لگا دینے والے تھے، علمائے سُو کے خلاف ان کے معرکے مشہور ہیں۔'' (نزہۃ الخواطر 302/7)

آپ کے صاحبزادۂ گرامی حضرت الامام مولانا سید عبدالجبار غزنویؒ (م 1331ھ) فرماتے ہیں کہ مولانا سید عبداللہ غزنویؒ بہت زیادہ زاہد و عابد، بہت زیادہ ذکر و اذکار کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والے، بہت زیادہ گریہ و زاری کرنے والے، بہت زیادہ اللہ کی طرف متوجہ ہونے والے اور بہت زیادہ التجاء و دعاء کرنے والے تھے۔ آپ مرد کامل اور یکتائے روزگار تھے، بہت زیادہ سخاوت کرنے، بردبار، اللہ پر بھروسہ کرنے والے، صابر و شاکر اور اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار تھے۔

امراء سے نفرت کرتے تھے اور شرک و بدعت کی مخالفت میں ہر وقت اور ہر لمحہ کمربستہ رہتے تھے۔ توحید و سنت کے داعی اور اس کی تبلیغ میں دن رات مصروف رہتے تھے۔ ہمہ وقت قرآن و حدیث کی تبلیغ کے جذبہ سے سرشار تھے، بہت زیادہ مبلغ و مفکر تھے اور نماز بڑے خشوع و خضوع سے پڑھتے تھے۔

توحید و سنت کی طرف دعوت دینے کے سلسلے میں اس وقت درباری علماء نے آپ کی سخت مخالفت کی اور حکومت وقت کو بھی آپ کے خلاف کر دیا، آخر حکومت نے آپ کو جلاوطن کر دیا چنانچہ امرتسر (مشرقی پنجاب) میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور ایک دینی درسگاہ بنام ''مدرسہ غزنویہ'' کی بنیاد رکھی۔ جس میں قرآن و حدیث کی تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور آپ سے بے شمار علمائے کرام مستفیض ہوئے۔

آپ کے تلامذہ کی فہرست بہت طویل ہے چند مشہور تلامذہ یہ ہیں: مولانا حافظ ابراہیم آروی (1319ھ) مولانا رفیع الدین شکرانوی بہاری (1335ھ) مولانا قاضی عبدالاحد خان پوری (1347ھ) مولانا عبدالرحمن محی الدین لکھوی (1312ھ) مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی (1334ھ) مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی (1348ھ) مولانا عبدالوہاب صدری دہلوی (1351ھ) مولانا سید عبداللہ غزنویؒ نے ربیع الاول 1298ھ امرتسر میں رحلت فرمائی۔

مولانا عبداللہ بن مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ

مولانا عبداللہ حضرت مولانا سید عبداللہ غزنویؒ کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ 1298ھ میں اپنے والد محترم کی رحلت کے بعد

اُن کے جانشین مقرر ہوئے اور امام اول کے لقب سے مشہور ہوئے۔تمام علوم اسلامیہ میں ان کو مہارت تامہ حاصل تھی،تدریس کا انھیں خاص ملکہ حاصل تھا۔آپ بڑے بااخلاق،زاہد و عابد اور بہت زیادہ ذکر و اذکار کرنے والے انسان تھے۔عمر تو زیادہ نہ تھی مگر والد محترم کی رحلت کے تین سال بعد 1300ھ بمطابق 1881ء میں اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری رحمہ اللہ

آپ کی ذات پر علم کو فخر اور عمل کو ناز تھا،تدریس جن کے دم سے زندہ تھی اور جن کے بارے میں حضرت شیخ الکل میاں صاحب ؒ فرمایا کرتے تھے کہ میرے درس میں دو عبداللہ آئے ہیں ایک عبداللہ غزنویؒ دوسرے عبداللہ غازی پوریؒ۔(تراجم علمائے حدیث ہند ص455)

علامہ سید سلیمان ندویؒ (م1375) فرماتے ہیں مولانا عبداللہ غازی پوری اتباع سنت،طہارت و تقویٰ،زہد و ورع،تبحر علم،وسعت نظر اور کتاب و سنت کی تفسیر و تعبیر میں یگانۂ عہد تھے۔انھوں نے اپنی عمر کا بڑا حصہ علم دینیہ خصوصاً قرآن مجید اور حدیث شریف کے درس و تدریس میں گزارا اور سینکڑوں طلباء ان کے فیض تربیت سے علماء بن کر نکلے۔

(یادرفتگاں ص40)

مولانا حکیم سید عبدالحی حسنی (م1341ھ) لکھتے ہیں کہ مولانا عبداللہ غازی فنون فقہ و حدیث میں بڑے ممتاز علماء میں شمار ہوتے تھے،آپ علوم دینیہ کے بہتے ہوئے دریا تھے۔ایک دنیا آپ سے فیض یاب ہوئی،آپ کے حلقہ درس سے بڑے بڑے اہل علم و فضل پیدا ہوئے،آپ سر برآوردہ فقیہ تھے اور اس قدر تبحر علمی کے باوجود اور درس و تدریس میں اس قدر مشغول ہونے کے باوصف وہ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔

(نزہۃ الخواطر 287/8)

مولانا حبیب الرحمان قاسمیؒ لکھتے ہیں کہ مولانا عبداللہ غازی پوریؒ جملہ علوم اسلامیہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔علمی تبحر کے ساتھ زہد و تقویٰ کی صفت سے بھی متصف تھے۔البتہ ترک تقلید میں بڑا غلو رکھتے تھے۔(تذکرہ علمائے اعظم گڑھ)

شیخ الحدیث مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانیؒ (م1987ء) لکھتے ہیں کہ مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری علوم عقلیہ و نقلیہ کی گتھیاں بڑی مہارت سے حل کرتے اور فن و عروض میں کافی دسترس رکھتے تھے۔آپ جامع العلوم ہی نہیں بلکہ بحر العلوم تھے۔(ابراء اہلحدیث والقرآن ص7)

تصانیف میں مختلف موضوعات پر درس گیارہ رسائل تالیف فرمائے چند ایک رسائل کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱)شرح مقدمہ صحیح مسلم (عربی) بنام البحر المواج (۲)ابراء اہلحدیث والقرآن (۳)تسہیل الفرائض (۴)فصول احمدی (۵)رکعات التراویح (۶)مسئلہ زکوٰۃ۔

مولانا حافظ عبداللہ محدث غازی پوری نے 77 سال کی عمر میں 21 صفر 1337ھ بمطابق 26 نومبر 1918ء بمقام لکھنو وفات پائی اناللہ وانا الیہ راجعون مولانا شیخ محمد بن علامہ حسین بن محسن انصاری نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبرستان عیش باغ میں دفن ہوئے۔

بقیہ: درس حدیث

مذکورہ بالا روایت میں رسول اللہ ﷺ نے نماز چاشت کی دو رکعتوں کو تسبیح،تحمید،تحلیل،تکبیر،امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی طرف سے کفایت کرنے والی بتلایا ہے کیونکہ یہ تمام اشیاء انسان کو برائی اور ہر اس چیز سے روکتی ہیں جس سے دوسروں کو تکلیف ہو،لیکن اکیلی نماز انسان کو ان تمام چیزوں سے روک کر ہر اس چیز کے کرنے پر آمادہ کرتی ہے جو دوسروں کے لیے مفید ہو کیونکہ نماز اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت ہے جس کی اصل روح لوگوں کو برائی سے روکنا اور نیکی کی طرف بلانا ہے اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اہل ایمان کو مختلف اوقات میں فرائض کے علاوہ نوافل ادا کرنے کا بھی حکم دیا ہے کیونکہ جس معاشرے میں نماز کی حقیقت کو سمجھ کر ادا کیا جائے اس معاشرے میں بھلائی،اخوت اور محبت عام ہوتی ہے اور یہ چیزیں جرائم کے خاتمے کے لیے ایک سنگ میل ثابت ہوتی ہیں۔

یوں خزاں کے ماتم سے تخلیق بہاراں کیا ہو گی

محمد عابد رحمت

کسی بھی کام کو کرنے سے پہلے اس کی مکمل منصوبہ بندی کی جاتی ہے، اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے ماحول اور حالات کو سازگار بنایا جاتا ہے۔ اگر اس کام کا تعلق لوگوں کے ساتھ ہو تو لوگوں کو اس کام کے معاملے میں اعتماد میں لیا جاتا ہے اور لوگوں کی ذہن سازی کی جاتی ہے تاکہ لوگ اس کام کو بخوشی تسلیم کر لیں اور اس میں کسی بھی قسم کا مسئلہ پیدا نہ کریں جب لوگوں کی اکثریت اس کام کے لیے اپنی رضامندی ظاہر کر دے خواہ وہ رضامندی کسی بھی صورت میں ہو تو اس کے بعد کتنا بھی واویلا کیوں نہ کیا جائے بہر صورت وہ کام ہو کر ہی رہتا ہے۔

قارئین! اب اسی نقطے کو ذرا سامنے رکھتے ہوئے بقیہ مضمون سمجھنے کی کوشش کریں ان شاء اللہ بات سمجھ میں آ جائے گی۔ اس وقت دلِ مسلم زخموں سے چور چور ہے، مسلمانوں کو کسی صورت چین نہیں، غم و غصے کی ملی جلی کیفیت نے مسلمانوں کو نڈھال کر کے رکھ دیا ہے اور مسلمانوں کے لیے یہ دور موسم درد و الم بنا ہوا ہے۔

دنیا کا وہ کون سا خطہ ہے جہاں مسلمان ہوں اور وہ تڑپ نہ اٹھے ہوں، دنیا کے مختلف خطوں میں مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے ظلم و ستم نے بھی مسلمانوں کو اتنی زک نہیں پہنچائی جتنی رونما ہونے والے ان واقعات نے پہنچائی ہے۔ منظر عام پر آنے والے یہ واقعات نبی مکرم ﷺ کی اہانت آمیزی کے ہیں۔

نبی مکرم ﷺ کے شائع کیے جانے والے گستاخانہ خاکوں اور آپ ﷺ پر بننے والی توہین آمیز فلموں کے خلاف مسلمانوں نے احتجاج تو کیا فلم سازوں کو برا بھلا تو کہا اور ایسی جسارت اور ان کی پشت پناہی کرنے والوں کو سولی پہ لٹکانے کا مطالبہ تو کیا مگر مرض بڑھتا ہی گیا جوں جوں دوا کی۔

مسلمانوں کی یہ تڑپ اور گستاخی کرنے والوں کے خلاف شدید ردعمل کا اظہار جہاں مسلمانوں کی غیرت ایمانی کا منہ بولتا ثبوت ہے وہاں کفار کے منہ پر ایک زوردار طمانچہ اور ان کے لیے ایک واضح پیغام ہے کہ ناموسِ رسالت پر مر مٹنے والے ابھی زندہ ہیں باوجود اس کے مسلمان آگے اور آگے دلوں کو دہلا دینے والے، تڑپا دینے والے اور رلا دینے والے ان شرمناک واقعات کی دلدل میں دھنستے ہی چلے جا رہے ہیں۔

یہ واقعات ہیں کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے، ختم ہونا تو درکنار بلکہ ان واقعات کا ایک سیلابی ریلا ہے جو امڈتا ہی چلا آ رہا ہے اسے روکنا اور اس کے سامنے بند باندھنا اب مسلمانوں کی طاقت سے باہر ہوتا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کی زبانوں میں وہ تاثیر، بازوؤں میں وہ قوت اور دلوں میں وہ جذبۂ ایمانی نہ رہا کہ جو مسلمانوں کا ایک ہمہ گیر خاصہ ہوا کرتا تھا۔ مسلمانوں نے اپنی اس ہیبت کو اپنے اس رعب و دبدبے کو کہیں کھو دیا کہ جو میلوں اور مہینوں کی مسافت سے ہی کفار کے دلوں کو لرزا دیا کرتا تھا۔

محبت رسول ﷺ جوش مارتی تو ہے مگر بصورت احتجاج کے۔ ہم محبت کے دعویدار تو ہیں مگر گفتار کی حد تک کردار و عمل کا تو محبت رسول ﷺ سے دور کا بھی واسطہ نہیں رہا۔ محبت رسول ﷺ کا حصول ممکن ہے تو کیسے؟ کیا کھوکھلے دعوؤں اور نعرے بازی سے؟ ہرگز نہیں۔ ایسا نہیں جیسا آج کے مسلمان سوچتے ہیں بلکہ محبت پانے کا ایک ضابطہ و قانون اور ایک راستہ ہے جسے اپنانے کا حکم اللہ احکم الحاکمین نے دیا ہے: اے نبی ﷺ کہہ دیجیے! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ بھی تم سے محبت کرے گا۔ (آل عمران)

اتباع رسول اور احکام شریعت پر عمل پیراء ہونا ہی ایک مسلمان

کو سچا اور کھرا محب اللہ اور محب رسول ثابت کرتا ہے یعنی محبت رسول کسوٹی ہے، کردار و گفتار کا شریعت محمدی ﷺ کے سانچے میں ڈھلنا ہی اصل محبت ہے، ورنہ دعوے تو ہزاروں کرتے ہیں اور عمل کوئی کوئی۔

قارئین! اب ان گستاخان رسول ﷺ کی بڑھتی ہوئی تیزی کی طرف دیکھیے کہ ان لوگوں نے کس تیزی اور سرعت کے ساتھ نبی مکرم ﷺ کی ناموس پر ڈاکہ زنی کی، ایسے گستاخوں کی تعداد مسلمانوں کے شدید رد عمل کے باوجود کم نہیں ہوئی بلکہ اس میں روز بروز اضافہ ہی ہوا۔

8 ستمبر 2002ء میں ایک امریکی چینل فاکس نیوز میں جیری فال فویل نامی شخص نے اپنے انٹرویو میں اسلام اور نبی ﷺ کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کیے اور نبی مکرم ﷺ کو (نعوذ باللہ) دہشت گرد کہا۔

2004ء میں ہالینڈ کے ایک فلم ساز نے آپ ﷺ کی کردار کشی کرتے ہوئے تھیون وان گو نامی ایک دستاویزی فلم بنائی جس کے رد عمل میں محمد بیوری نامی ایک مسلمان نے اسے واصل جہنم کر دیا۔

ستمبر 2005ء ڈنمارک میں ڈینیل پائپس نامی ایک یہودی نے آپ ﷺ کی اہانت کی مکمل منصوبہ بندی کی اور اپنے مذموم مقاصد کے لیے یہودیوں نے باقاعدہ کارٹونوں کے مقابلے منعقد کروائے، اپنے غلیظ مقاصد کے لیے یہودی لابی نے اس جسارت کے لیے ایک غیر معروف اخبار لانڈز یا جیلینڈز پوسٹن نامی کو چنا جس نے پھر 30 ستمبر 2005ء کو گستاخانہ خاکے شائع کیے۔

10 جنوری 2006ء میں فرانس، جرمنی، اٹلی اور اسپین کے بعض اخبارات نے ان خاکوں کو شائع کر کے ڈنمارک کے اخبارات کے ساتھ اپنی یکجہتی کا اظہار کیا۔

2008ء میں ہالینڈ کے ایک فلم ساز گریٹ ویلڈرز نے بھی ایک توہین آمیز فلم بنائی، اسی سال ہالینڈ کے ہی ایک کارٹونسٹ نے حضرت محمد ﷺ کے خاکے بنا کر اپنی ویب سائٹ پہ اپ لوڈ کر دیے۔

13 فروری 2008ء میں ایک مرتبہ پھر سکنڈے نیوین ممالک کے سترہ اخبارات نے ان گستاخانہ خاکوں کو شائع کیا۔

20 مئی 2010ء کو فیس بک اور سوشل میڈیا کو اس مذموم مقصد کے لیے استعمال کیا گیا اور نبی مکرم ﷺ کے (نعوذ باللہ) خاکے بنانے کی دعوت دی گئی جس پر کئی ممالک نے اس سائٹ کو بلاک کر دیا۔

فرانسیسی میگزین چارلی ہیبڈو نے گستاخانہ خاکے شائع کیے تو اس کا رد عمل 17 افراد کے مارے جانے کی صورت میں سامنے آیا مگر اس میگزین نے پہلے سے بڑھ کر جسارت کی، اکثر مغربی ممالک کی سرپرستی میں اس نے کئی گستاخانہ خاکوں کو ایک بار پھر یکجا کر کے شائع کر دیا یہیں پر بس نہیں بلکہ یہ میگزین پہلے فقط چند ہزار کی تعداد میں شائع ہوتا تھا اس گستاخی کے بعد یہ لاکھوں کی تعداد میں شائع ہوا اور اسے پوری دنیا میں پھیلا دیا گیا

مسلمانوں کے لیے یہ وقت نزع کا وقت معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ اب رسالت مآب ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والوں کے قلم بھی تیز سے تیز تر ہو گئے ہیں اور توہین آمیز مضامین کی بھرمار بھی جاری و ساری ہے۔ جب مسلمان ایسے گستاخانہ عمل پر کسی رد عمل کا اظہار کرتے ہیں تو انھیں دہشت گرد اور اپنی ناپاک جسارتوں کو آزادی اظہار رائے کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کریں تو چرچا نہیں ہوتا

سوال یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو ایسی ناپاک جسارتیں اور گستاخیاں کرنے کی جرأت کیونکر ہوئی؟ کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں کے احتجاج اور ان کے ہر قسم کے شدید رد عمل کے باوجود بھی یہ لوگ اپنی ان حرکات بد سے باز نہیں آتے؟

یقیناً آپ بھی میری اس بات سے اتفاق کریں گے کہ ان سب کو شہ دینے والی ہماری ہی بداعمالیاں ہیں اس لیے کہ دیگر انبیاء علیہم السلام پر بنائی جانے والی فلمیں نہ صرف ہم نے دیکھیں بلکہ ان سے خوب مال کمایا صحابہ کرامؓ پر فلمیں بنیں اور ہماری ذہن سازی کی گئی تو انھی فلموں کی پذیرائی ہوئی، ہمارے اس کردار سے ان کے آئندہ منصوبے (جو نبی ﷺ کی نعوذ باللہ توہین آمیزی کا تھا) میں اپنی رضامندی یوں ظاہر کی کہ ہم ان

کی انبیا علیہم السلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بنائی گئی فلموں کو بمعہ اپنی فیملی کے اپنے بیڈ روموں میں بڑے ذوق وشوق، انہماک و دلچسپی اور پورے اہتمام کے ساتھ دیکھتے رہے۔

ہمارے دل پر ذرہ بھی یہ بات گراں نہ گزری کہ جن پر یہ فلمیں بنائی جارہی ہیں یہ بھی تو اللہ کے رسول، نبی اور اللہ کے محبوب بندے ہیں ان سب پر ایمان لانا اوران کا ادب واحترام کرنا بھی ہم پر لازم اور یہ ہمارے ایمان کا لازمی جزء ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہوں یا سیدنا موسیٰ علیہ السلام، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہوں یا سیدنا یعقوب علیہ السلام وسیدنا یوسف علیہ السلام کا قصہ ہو یا اصحاب کہف کا ہو یا جنگ بدر کا۔

الغرض گستاخوں نے ان ہستیوں پر فلمیں بنا کر اپنے لیے ماحول کو سازگار بنایا ہماری اچھی طرح برین واشنگ کی اور پھر وہ کچھ کر دکھایا جس کی ہمیں توقع بھی نہ تھی ان کی یہی پلاننگ تھی جس میں وہ کامیاب ٹھہرے اور ہم ناکام۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ ہم نے قرآن وسنت پر عمل پیراء ہونے کو یکسر نظرانداز کر دیا۔ اپنی تہذیب وثقافت پر ان کے گندے تہذیب وتمدن کو ترجیح دی، ہر وہ کام کیا جو یہود ونصاریٰ کا تھا اور وہ چاہتے تھے۔ ہم عمل کو چھوڑ کر صرف باتوں کے ہی شیدائی بنے رہے اوران کے رنگ میں رنگتے چلے گئے۔ غرضیکہ ہم نے ہر وہ کام کیا جو یہود ونصاریٰ کی ثقافت تھا یا پھر ان کا پلان جبکہ اللہ اوراس کے رسول محمد عربی نے ہمیشہ یہود ونصاریٰ کی مخالفت کا حکم دیا تھا، ہم قولاً تو آپ ﷺ سے محبت کے دعوے کرتے رہے مگر درحقیقت یہود ونصاریٰ سے محبت کی پینگیں بڑھائیں۔

مسلمانو! اب بھی وقت ہے اگر یہود ونصاریٰ کی ناپاک سازشوں کو ناکام بنانا ہے تو فوراً نبی مکرم ﷺ کے فرامین کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالو، قرآن وسنت کی آگاہی کے مطابق ان لوگوں کو اپنا دشمن ہی سمجھو دوست نہیں پھر یہ لوگ خود ہی نیست ونابود ہو جائیں گے اور تمہیں روز روز کے احتجاج کی بھی ضرورت نہیں رہے گی۔ میرے جیسے ادنیٰ طالب علم اور تڑپ رکھنے والے مسلمان کا مخلصانہ یہی مشورہ ہے کہ

اگر ... انی ہے چمن میں لالی تو خونِ جگر ارزاں کردو
یوں خزاں کے ماتم سے تخلیق بہاراں کیا ہوگی

مسئلہ وصیت: یعنی غلط وصیت پر ڈٹ جانا درست نہیں بلکہ اس کو قرآن وحدیث کے مطابق درست کرنا لواحقین پر فرض ہے۔ اگر ورثاء ضد اور ہٹ دھرمی اختیار کریں اور خلاف شرع وصیت کو حرف آخر سمجھتے ہوئے ظلم وستم کریں یا کسی کے جائز حقوق غصب کریں گے تو اس کا گناہ اس فوت شدہ کو تو ہے ہی ہے جس نے غلط وصیت کی تھی مگر اس غلط وصیت کو پورا کرنے والے بھی اس گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ بعینہ شریعت کے مطابق کی گئی وصیت کو تبدیل کرنے والا سخت گناہ گار ہے ایسے لوگوں کو یہ بات بھی ملحوظ خاطر رکھنی چاہیے کہ وہ لوگوں کے سامنے تو اس جرم کو چھپا سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپا سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ علیم بذات الصدور دلوں کی باتوں کو بھی جاننے والا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ اللهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ وَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ. اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق دے دیا ہے، اب وارث کے لیے وصیت جائز نہیں۔ (ترمذی: 3641) اگر دوسرے ورثاء راضی ہوں تو ورثاء کے لیے بھی وصیت جائز ہے۔ اسی طرح دارقطنی میں روایت ہے کہ لا تجوز وصية لوارث الا ان تشاء الورثة. وارث کے لیے وصیت جائز نہیں اور اگر ورثاء کی رضامندی ہو تو جائز ہے۔ وصیت کے واجب یا مستحب ہونے میں اختلاف ہے۔ حافظ ابن حجرؒ اور جمہور علماء کے نزدیک وصیت کرنا مستحب ہے جبکہ امام شافعیؒ، امام اسحاقؒ، امام زہریؒ اور امام ابن جریرؒ کے نزدیک وصیت کرنا واجب ہے۔ البتہ وصیت کرنا اس شخص پر واجب ہے جس کے ذمہ دوسروں کے حقوق ہوں، مثلاً اس نے کسی کا قرض دینا ہو، یا اس کے پاس کسی کی امانت ہو، اگر ان حقوق کی ادائیگی وصیت کے علاوہ ممکن نہ ہو تو مذکورہ شرائط کی غیر موجودگی میں وصیت واجب نہیں ہوگی۔

عصر رواں کے فرعون

عبداللہ امانت محمدی

ملک پاکستان بے شمار قربانیوں کے بعد ملا جو کلمہ طیبہ کے نام پر حاصل کیا گیا، وطن لینے کا مقصد مساوات و برابری اور اسلامی قوانین کا نفاذ تھا لیکن ہوا اس کے برعکس۔ نظام حکومت پر ایسے لوگوں نے قبضہ جما لیا جو قرآن کی بات سننا تو دو بلکہ وہ توہین کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ پنچائت سے لے کر عدالت تک حق وصداقت کی کوئی وقعت ہی نہیں عام آدمی کو عدل وانصاف کی جگہ رسوائی ملتی ہے۔ لوگ صرف پیسے کو ہی سب کچھ سمجھ بیٹھے ہیں جبکہ کتاب وسنت سے ہمیں ایمانداری اور دیانتداری کا درس ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تو ایک دوسرے کے درمیان عدل وانصاف کی تلقین کی ہے۔ چند مہینے پہلے کی بات ہے کہ میں ایک پنچائت میں گیا، فریقین میں سے ایک گروہ کے متکلم نے کہا: اللہ تعالیٰ سورۃ النساء میں فرماتے ہیں اتنا کہنا تھا کہ ثالث (Arbitrator) غصے سے لال پیلا ہوتے ہوئے بولا کہ یہاں قرآن وحدیث کی بات نہیں ہوگی۔ میں ایسے ہی فرعونوں کو اللہ پاک کے قرآن کی وہ آیت بھی بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں جس میں ہے کہ جو لوگ اللہ کی اُتاری ہوئی وحی کے ساتھ فیصلے نہ کریں وہی کافر ہیں۔ (المائدہ:44)

عدل کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اور اگر تم فیصلہ کرو تو ان میں عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرو، یقیناً عدل والوں کے ساتھ اللہ محبت رکھتا ہے۔'' (المائدہ:42) دوسرے مقام پر فرمایا: اے داؤد! ہم نے تمھیں زمین میں خلیفہ بنا دیا تم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے کرو اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی نہ کرو ورنہ وہ تمھیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی یقیناً جو لوگ اللہ کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اس لیے کہ انھوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا ہے۔'' (ص:26)

کیا ہمارے ملک کا قانون قرآن وحدیث کے مطابق ہے؟ اللہ کرے یہاں اسلامی قانون نافذ ہو جائے یہی امن کی بنیاد ہے۔

نبی کریم ﷺ نے منصف کو خبردار کرتے ہوئے فرمایا: ''قاضی (فیصلہ کرنے والے) کے ساتھ اللہ کی مدد اور تائید اس وقت تک رہتی ہے جب تک وہ ظلم نہیں کرتا لہٰذا جب وہ ظلم کرتا ہے تو اللہ کی مدد کنارہ کشی اختیار کر لیتی ہے اور شیطان اس کے ساتھ ہو جاتا ہے۔'' (ترمذی:1194)

سیدنا بریدہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں ایک جنتی اور دو جہنمی، جنتی ایسا شخص ہوگا جس نے حق کو جانا اور اسی کے موافق فیصلہ کیا اور وہ شخص جس نے حق کو جانا اور اپنے فیصلے میں ظلم کیا تو وہ جہنمی ہے اور وہ شخص جس نے نادانی سے (بغیر جانے پہچانے) لوگوں کا فیصلہ کیا وہ بھی جہنمی ہے۔'' (ابوداود:3573)

سیدنا ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص لوگوں کے درمیان قاضی بنا دیا گیا (گویا) وہ بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا۔ (ابوداود:3572)

ہمارے ملک کے تمام مسائل کا حل نظام مصطفیٰ ﷺ میں ہے۔ صحابہ کرامؓ کے عدل وانصاف کی بھی مثال نہیں ملتی۔ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطابؓ کے دربار میں ایک نوجوان روتا ہوا آیا، آپ نے اس کی حالت زار کو دیکھ کر پوچھا: کیا بات ہے، روتے کیوں ہو؟ کسی مصیبت میں گرفتار ہو؟ اُس نے کہا کہ امیر المومنین میں مصر سے آیا ہوں، وہاں گورنر کے بیٹے محمد بن عمرو بن عاصؓ سے دوڑ میں میرا مقابلہ ہوا، میں جیت گیا تو گورنر کے بیٹے نے میری کمر پر کوڑے برسانے شروع کر دیے۔ زخموں سے میری کمر چھلنی ہوگئی، کافی دیر تک وہ بے دریغ مجھے کوڑے مارتا رہا اور یہ کہتا رہا کہ تمھاری یہ جرأت کہ سرداروں کی اولاد سے آگے بڑھ جائے۔

نوجوان سے درد بھری داستان سن کر امیر المومنینؓ تڑپ اٹھے، اسی وقت مصر کی طرف قاصد روانہ کیا کہ وہاں کے گورنر عمرو بن عاصؓ اور اس کے بیٹے کو لے کر آئیں۔ سیدنا انسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ باپ، بیٹا دربار خلافت میں حاضر ہوئے۔ (بقیہ: ص8)

مسئلہ وصیت

طاہر علی صارم

ارشاد باری تعالیٰ ہے: كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ. فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَمَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ. فَمَنْ خَافَ مِنْ مُوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ. ''تم پر فرض کر دیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت آنے لگے، اگر وہ مال چھوڑے جا رہا ہو تو والدین اور رشتے داروں کے لیے معروف طریقے سے وصیت کرے یہ متقیوں کے لیے لازم ہے پھر جو شخص اس (وصیت) کو سن لینے کے بعد بدل دے تو اس کا گناہ انھی لوگوں پر ہوگا جو اسے بدلیں گے بیشک اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے پھر اگر کسی کو وصیت کرنے والے کی طرف حق تلفی یا کسی گناہ کا ڈر ہو اور وہ ان میں صلح کرا دے تو اس پر کوئی گناہ نہیں بیشک اللہ بخشنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے۔''
(البقرہ:180 تا 182)

وصیت سے مراد وہ باتیں ہیں جو انسان اپنی وفات سے مابعد کے لیے اپنے مال و اولاد کے متعلق کرے اور وصیت کی دو قسمیں ہیں: (1) مالی وصیت (2) دیگر امور سے متعلق وصیت۔ وصیت کرتے وقت وراثت میں شامل حق داروں کی اجازت کے بغیر وراثت میں شریک کسی ایک کے لیے وصیت کرنا جائز نہیں کیونکہ اس سے نہ صرف ورثاء کے ساتھ بے انصافی ہوگی بلکہ ان کے دلوں میں فوت ہونے والے کے لیے ہمیشہ نفرت و کدورت پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اور بعض اوقات خاندانی تعلقات میں دراڑیں بھی پڑ جاتی ہیں اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ ''وارث کے لیے وصیت کرنا جائز نہیں۔'' (نسائی) کیونکہ جب تک دوسرے ورثاء اجازت نہ دیں تو کسی وارث کے لیے وصیت نافذ نہیں ہو سکتی۔

صحت و سلامتی کے دنوں میں اپنی ضروریات کو بالائے طاق رکھ کر جو صدقہ کیا جائے وہ افضل ہے اور موت کے وقت صدقہ کرنا اپنے وارثوں کے حق میں دخل اندازی اور ان کی حق تلفی کے مترادف ہے جو کہ کسی لحاظ سے بھی مناسب نہیں، اسی شریعت نے جانکنی (عین موت) کے وقت ثلث مال سے زیادہ صدقہ کرنے کی اجازت نہیں دی۔ نبی رحمت ﷺ کا فرمان ہے: لَأَنْ يَتَصَدَّقَ الْمَرْءُ فِي حَيَاتِهِ بِدِرْهَمٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِمِائَةِ دِرْهَمٍ عِنْدَ مَوْتِهِ. ''انسان کا اپنی زندگی میں ایک درہم صدقہ کرنا، موت کے وقت سو (درہم) صدقہ کرنے کی بہ نسبت زیادہ افضل ہے۔'' (ابوداود:2866)

انسان دنیا میں رہتا ہے تو لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے کسی سے لینا کسی کو دینا یہ حقوق واجبہ کہلاتے ہیں۔ قرضے لیے ہوتے ہیں امانتیں رکھی ہوتی ہیں اور موت کا کچھ پتہ نہیں کہ کب آ جائے اس لیے ہر انسان کو چاہیے کہ وہ وصیت نامہ لکھے جس میں جس جس کا کچھ حق ہے یا قرضہ یا امانتیں ہیں یا دینی واجبات ہیں اور جن کی ادائیگی باقی ہے ان سب کا تذکرہ کرے پھر ورثاء کے لیے ضروری ہے کہ اس کو موت آنے پر ان سب چیزوں کو ادا کریں

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ. ''کسی مسلمان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس کے پاس کوئی چیز ہو جس کے بارے میں وہ وصیت کرنا چاہتا ہو، پھر وہ وصیت لکھے بغیر دو راتیں گزارے۔'' (صحیح بخاری :2738) پھر آپؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان سننے کے بعد میں نے ایک رات بھی نہ گزاری تھی کہ میں نے اپنی وصیت لکھ کر اپنے پاس رکھ لی (مسلم:1627)

خلاف شریعت وصیت کرنے والا قیامت کے روز عنداللہ مجرم ہوگا جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ وَالْمَرْأَةُ بِطَاعَةِ اللَّهِ سِتِّينَ سَنَةً ثُمَّ يَحْضُرُهُمَا الْمَوْتُ فَيُضَارَّانِ فِي الْوَصِيَّةِ فَتَجِبُ لَهُمَا النَّارُ. بیشک کوئی مرد یا عورت ساٹھ سال اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں بسر کرتا ہے، پھر موت کے وقت غلط وصیت کرنے سے ان دونوں پر جہنم کی آگ واجب ہو جاتی ہے۔
(ابوداود:2867)

گناہ کی وصیت کرنا حلال نہیں ہے اور اگر کوئی شخص گناہوں میں مال خرچ کرنے کی وصیت کرے تو وہ نافذ نہیں ہوگی اسی طرح شرک و بدعت کے کاموں کے لیے کوئی شخص کرے وہ بھی نافذ نہ ہوگی بلکہ اس کے متعلقین اور ورثاء پر لازم ہے کہ اس طرح کی وصیت کو نافذ نہ کریں۔ (بقیہ ص:22)

تبدیلی مگر کیسے؟

وقار عظیم بھٹی

چند ماہ سے تبدیلی و انقلاب لانے کے بارے میں خبریں پڑھ اور سن رہے ہیں بلکہ یہ سلسلہ قیام پاکستان سے لے کر اب جاری ہے مگر کوئی مثبت نتیجہ سامنے نہیں آیا اس کے برعکس ملک دن بدن ترقی کی بجائے تنزلی کا شکار ہو رہا ہے اس کی وجوہات کیا ہیں؟ اور تبدیلی کیسے ممکن ہے؟

پہلی وجہ اسلامی تعلیمات سے انحراف ہے جو کہ امن و خوشحالی کا سرچشمہ ہے۔ وطن عزیز جس کے قیام کا مقصد ہی نفاذ اسلام تھا اُس کے موجودہ وزیر اطلاعات و نشریات پرویز رشید نے گذشتہ دنوں انتہائی شرمناک انکشاف کیا ہے کہ حکومت نے یورپ سے اقتصادی مراعات کے حصول کے لیے سزائے موت پر عمل درآمد معطل کر دیا ہے اور یہ بھی اعتراف کیا ہے کہ حکومت کا یہ اقدام اسلامی قوانین اور آئین کی خلاف ورزی ہے لیکن یہ اقدام عوام کی حالت زار کو دیکھتے ہی معاشی فوائد کے حصول کے لیے اٹھایا گیا ہے اگر ہم سزائے موت معطل نہ کریں تو یورپین ہماری ایکسپورٹ کے لیے اپنے دروازے بند کر دے گی جس قوم کے لیڈر بزدل اور توکل علی اللہ کی صفت سے اس قدر محروم ہوں ایسی قوم کا مقدر ذلت و رسوائی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ نبی رحمت ﷺ نے تو فرمایا تھا کہ کسی علاقے میں ایک حد کا نفاذ چالیس دن کی بارش سے بہتر ہے یعنی اسلامی سزاؤں پر عمل درآمد ملک و قوم اور معاشرے کی معاشی ترقی کی ضامن ہے اس کی زندہ مثال سعودی عرب ہے جو کہ آج معاشی طور پر انتہائی مستحکم ہے اور وہاں کے باسی پرویز رشید جیسے متاثرین سیلاب اور دنیا بھر کے مجبور و بے کس لوگوں کی مدد میں پیش پیش ہیں۔

دوسری وجہ وسعت قلبی کی بجائے تنگ نظری کا شکار ہونا ہے۔ تنگ نظری مذہبی ہو یا سیاسی یہ معاشرے کے امن و سکون اور ترقی کو غارت کر دیتی ہے۔ گویا اعتدال اور باہمی برداشت کا عمل ہی کسی سوسائٹی کی بقاء کا ضامن بن سکتا ہے اسی لیے مسلمانوں کو بار بار اعتدال پر کاربند رہنے اور تنگ نظری سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے کیونکہ تنگ نظری انتہاء پسندی کو جنم دیتی ہے جو بالآخر معاشرے میں عدل و انصاف کا خاتمہ کر کے فساد برپا کر دیتی ہے۔ ماہرین علم نفسیات نے تنگ نظری کی دو وجوہات بیان کی ہیں اول کم علمی، دوم احساس برتری۔ جب انسان ہمہ گیر علم حاصل کرنے کی جستجو ترک کر کے جو تھوڑا بہت صحیح یا غلط جانتا ہے اس کی بنیاد پر ہی احساس برتری میں مبتلا ہو جاتا ہے اور دوسرے انسانوں کو کم تر سمجھتے ہوئے اُن سے نفرت کرنے لگتا ہے۔

دنیا کے تمام مذاہب کے انتہاء پسند افراد کا المیہ یہی ہے کہ وہ اپنے سوا دوسروں کو بے دین قرار دیتے ہیں۔ اس تنگ نظری کی بڑی وجہ چند مذہبی اصطلاحات کی غلط تشریح ہے ہر مذہب کے انتہاء پسند افراد اپنے علاوہ دوسرے مذہب کے لوگوں کو گمراہ ملحد قرار دیتے ہیں اور نجات کے لیے اُن کی واحد شرط یہی ہوتی ہے کہ پہلے وہ شخص اُس مذہب میں باضابطہ طور پر داخل ہو، جب کسی معاشرے میں ایسے متعصب افراد پائے جائیں وہاں تبدیلی تو کیا امن بھی قائم نہیں ہو سکتا۔

تیسری وجہ نعرے بازی یا کاغذی بیان بازی سے تبدیلی اور انقلاب لانا جو کہ ناممکن ہے۔ تبدیلی نعرے بازی، جذباتیت سے نہیں بلکہ انسانی عمل و کردار سے آتی ہے جبکہ ہمارے ہاں سیاسی سسٹم سے زیادہ بہت بڑی خرابی خود ہمارے خمیر میں نمایاں ہے وہ ہے بے عملی۔ ہم دعوے تو بہت کرتے ہیں مگر کھوکھلے جب تک ہمارے اندر کچھ کر گزرنے کا جذبہ پیدا نہیں ہوگا تب تک تبدیلی نہیں آسکتی کیونکہ اصل تبدیلی قوم کے متفقہ کردار آتی ہے۔ الغرض تبدیلی کے لیے قوانین کا بلا امتیاز نفاذ انتہائی ضروری ہے جب قانون جرائم پیشہ عناصر، دہشت گردوں، منافع خوروں اور کرپشن کرنے والوں، بھتہ خوروں پر نافذ نہیں ہوتا تو پھر مذہبی لوگوں پر یہ کیونکر ٹھونسا جا سکتا ہے بلکہ یہی چیز پھر فساد کا ذریعہ بنتا ہے۔

حکومت و عوام اگر ملک میں تبدیلی لانا، دہشت گردی کا خاتمہ اور امن چاہتے ہیں تو بیان بازی کی بجائے عملی میدان میں کردار ادا کریں اسی میں ہی تبدیلی و ترقی کا راز مضمر ہے۔

حرمتِ رسول ﷺ

حرمت مصطفیٰ ﷺ پر قربان میری جان ہے	حُب رسول ﷺ عربی میرا دین اور ایمان ہے
محمد ﷺ کے ہم ہیں خادم اللہ کے راز دان ہیں	مشعل راہ ہدیٰ میرا نبی پاک ﷺ کی زبان ہے
وہ ختم انبیاء ہیں وہ حبیب کبریا ﷺ ہیں	بعثت میرے نبی ﷺ کی اللہ کا احسان ہے
عظمت مصطفیٰ ﷺ میں اوروں سے کیوں کر پوچھوں؟	میرے سامنے کھلا ہوا اللہ کا قرآن ہے
کچھ نہ ملے گا تم کو خاکے بنانے والو!	تمھاری سمجھ سے بالاتر میرے نبی ﷺ کی شان ہے
سن سن کے گالیاں جو دیتے رہے دعائیں	خلق میرے نبی ﷺ کا کتنا عظیم الشان ہے
پیارے نبی ﷺ کی سیرت اک بے مثال سیرت	شاہد صدیقؓ و عمرؓ اور حیدرؓ و عثمانؓ ہے
نعت توحید سے جو ہے سرفراز اُمت	یہ سب ہے ان کی محنت اخلاص کی پہچان ہے
آجائے کاش ہم میں سنت نبی ﷺ کا جذبہ	پیارے نبی ﷺ کی سیرت اللہ کی ترجمان ہے
خود بھوکا رہ کے جس نے اوروں کو ہے کھلایا	اخلاق مصطفیٰ ﷺ پر دنیا ساری حیران ہے
وہ ختم الانبیاء ہیں وہ حبیب کبریا ہیں	انھیں تاج جو نہ مانے پکا وہ بے ایمان ہے
ہر اک صفت میں کامل میرا نبی ﷺ پیارا	انھیں تاج کچھ نہ ہو گا خود اللہ نگہبان ہے

نعت رسول مقبول ﷺ

سارے جہاں سے اعلیٰ قرآن سنانے والا	میرا نبی ﷺ پیارا کوثر پلانے والا
طائف کی وادیوں میں پتھر نبی ﷺ نے کھائے	توحید کوہ صفا پر چڑھ کر سنانے والا
امت کی خیرخواہی دل میں رچی تھی ان کے	سجدے پہ کر کے سجدہ رب کو منانے والا
اللہ سے التجائیں بندوں کے حق دعائیں	حب الٰہی کی خاطر آنسو بہانے والا
مصائب کے لاکھوں طوفاں رستے میں ان کے آئے	کچھ بھی نہ ڈگمگایا راہِ حق پہ جانے والا
اللہ نے خود بلایا یہ معجزہ عطایا	شب معراج پیارا عرش پہ جانے والا
ہر اک ادا نرالی کندھوں پہ کملی کالی	دل میں ہر اک کے لیے محبت سجانے والا
فرشتے بھی دیکھ کر یہ منظر ہوئے حیران ہیں	خود بھوکا رہ کے اوروں کو کھانا کھلانے والا
میری قبر کو مولا نہ سجدہ گاہ بنانا	رو رو کے رب کے در میں ہاتھ اٹھانے والا
رب کے سوا کوئی بھی باقی نہیں رہا ہے	یہ کہہ گیا ہے تاج معراج پانے والا

ازقلم: قاری تاج محمد شاکر

WEEKLY
TANZEEM AHL-E-HADITH CPL-104
LAHORE